اصلاح مع ایضاح

شوق نیموی

اُترپردیش اُردو اکادمی لکھنؤ

سلسلۂ مطبوعات ۵۴

اصلاح

مع

ایضاح

شوقؔ نیموی

اترپردیش اردو اکادمی، لکھنؤ

اصلاح وایضاح

شوق نیموی

پہلا فوٹو آفسیٹ اڈیشن : ۱۹۸۲ء

تعداد : ایک ہزار

قیمت : ۲/۸۰ روپے

عزیز ابجار رنخاں سکریٹری اتر پردیش اردو اکادمی نے میسرس سیما آفسیٹ پریس جامع مسجد، دہلی میں چھپوا کر دفتر اتر پردیش اردو اکادمی بلہرہ ہاؤس قیصر باغ، لکھنؤ سے شائع کیا۔

پیش لفظ

جن بزرگوں نے زبان کی اصلاح اور فن شعر کی تحقیق میں ایک عمر گذار دی، ان میں صفیر بلگرامی، جلال لکھنوی اور شوق نیموی کا نام سر فہرست ہے۔ ان اساتذۂ فن نے متعدد کتابیں لکھیں جن کے مطالعے کی اہمیت کبھی کم نہ ہوگی۔

شوق نیموی ہر چند نیمی (پٹنہ) کے رہنے والے تھے لیکن انھوں نے عمر کا ایک حصہ لکھنؤ میں گذارا تھا جہاں انھیں اردو زبان و ادب سے متعلق مباحث میں حصہ لینے کا موقع ملا۔ انھوں نے شمشاد لکھنوی کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کیا تھا جس نے ان کی صلاحیتوں کو اور بھی چمکا دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کا شمار اساتذۂ فن میں ہونے لگا۔

اتر پردیش اردو اکادمی نے فیصلہ کیا ہے کہ زبان دانی اور فن شعر کے موضوعات پر اساتذہ کی جو کتابیں نایاب ہوتی جا رہی ہیں ان کا عکس شائع کیا جائے تاکہ نئی نسل زبان و بیان کے مبادیات سے ناواقف نہ رہ جائے۔ شوق نیموی کی "اصلاح" اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

شوق نیموی کی اصلاح جب شائع ہوئی تو اس کا علمائے فن نے خیر مقدم کیا۔ اور جلد ہی اس کا پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا۔ انھوں نے اس پر نظر ثانی کی اور "ایضاح" کے نام سے اس پر خود حاشیہ لکھا۔ جب قومی پریس، لکھنؤ کے مالک اور "پیام یار" کے مہتمم محمد حسین نثار نے اصلاح کی اشاعت ثانی کا ارادہ کیا تو اس کے حاشیے ایضاح کو بھی اس میں شامل کر لینا لازمی سمجھا۔ انھوں نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ضمیمہ کے طور پر شوق کی ایک اور

کتاب "ازاحۃ الاغلاط" کو بھی اس میں شامل کرلیا۔ گویا اشاعت ثانی تین کتابوں کے مجموعے کو محیط تھی۔ ــــــ اصلاح، ایضاح اور ازاحۃ الاغلاط۔ آخر الذکر تحقیق لغت پر ایک مختصر رسالہ ہے جو فارسی زبان میں سپرد قلم کیا گیا تھا۔ اس مجموعۂ رسائل کا نام "ایضاح مع اصلاح و ازاحۃ الاغلاط" تھا اور اس کی اشاعت ۱۸۹۳ء میں ہوئی تھی۔ اسی ایڈیشن کا عکس اس ترمیم کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے کہ اس میں ضمیمہ یعنی ازاحۃ الاغلاط شامل نہیں ہے جو کسی اور موقع پر حاضر خدمت کیا جائے گا۔

امید ہے کہ اکادمی کی دوسری مطبوعات کی طرح اسے بھی حسن قبول حاصل ہوگا

محمود الٰہی
چیرمین، مجلس انتظامیہ

اترپردیش اردو اکادمی
قیصر باغ، لکھنؤ
۱۵۔ اگست سنہ ۸۲ء

اصلاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

امابعد ارباب فن کا خادم **شوق** نیموی عظیم آبادی عرض کرتا ہے کہ جب سے مین نے ہوش سنبھالا اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ علوم و فنون کی تحصیل مین صرف کیا۔ طبیعت مین کچھ ایسی آزادی آگئی ہے کہ کئی سال سے اس دلکش شہر لکھنؤ مین رہنے کا اتفاق ہوتا ہے اگر غور کیا جائے تو شاعری ہم لوگون کے لئے باعث فخر نہ ٹھہرے گی۔ مگر ارمان بھرے دل اور فطرتی ذوق سے مجبور ہو کر اس فن کی تحصیل مین مجھے اپنا ایک عزیز وقت ضائع کرنا پڑا۔ برسون یہی رہا کہ کبھی کچھ کہہ سنکر مین دل کا غبار نکالا کیا اور کبھی نامی شعرا کی خدمت مین حاضر ہو کر اس فن کے نکتے حاصل کرتا رہا کئی مہینے ہوئے غلط الفاظ کے بیان مین ایک فارسی رسالہ ازاحۃ الاغلاط نام چھپوا کر شائع کیا جسکو اہل انصاف نے دیکھکر دل و جان سے پسند کیا خصوصاً جوہر شناس بیمثال قدردان ارباب کمال عالی جناب معلی القاب نواب **کلب علیخان** بہادر والی رامپور دام اقبالہ نے ملاحظہ فرما کے نہایت عزت سے مجھے اپنے دربار مین طلب فرما کر خلعت قدردانی سے سرفراز کیا اور میرے حوصلہ سے زیادہ اسکے صلے مین انعام عطا کیا جس سے دامن آرزو گوہر مقصود سے مالامال ہو گیا۔ پھر بھی مجھے نہ اپنی تحقیقات پر ناز ہے اور نہ شاعری کا دعویٰ ہے

ایضاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم **امابعد** خادم ارباب سخن ابو الخیر محمد ظہیر احسن **شوق** نیموی عرض کرتا ہے کئی سال ہوئے ایک مفید رسالہ جسکا نام **اصلاح** ہے تالیف کرکے ہدیۂ ناظرین با تمکین کیا۔ ملک نے نہایت قدردانی کی جناب والا نے بہت کچھ تعریف لکھی حضرات دہلی و لکھنؤ نے بھی نہایت پسند کیا جناب خورشید لکھنوی نے اپنے رسالہ **افادات** مین بہت کچھ مدح تحریر فرمائی بلکہ بعض جگہ اپنے رسالہ مین اسکا حوالہ بھی دیا ہے اسیطرح اور لوگون نے بھی اسکے حوالے دیے ہین المختصر اس رسالے نے بہت کچھ حسن قبول پیدا کیا اور ہاتھون ہاتھ بک گیا جناب نثار رستم بیام یار نے دوبارہ چھاپنے کے لئے چندبار مجھ سے اجازت طلب کیا آخر کار مجھکو پہلے نظرثانی کی جابجا محو و اثبات کا اتفاق ہوا لکھنے پڑھنے کی نوبت آئی ع نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول۔ جب کہ مسودہ درست ہو گیا تو اوسپر مختصر سا حاشیہ لکھا اور **ایضاح** نام رکھا وہو الموافق والمعین ۱۱ ایضاح -

استادی حضرت تسلیمؔ ہے کہ مشق کا قول ہے ؎ ابھی سے کیا کرین دعوائے شاعری تسلیمؔ یہ کام وہ ہے کہ جو عمر بھر نہیں آتا ۱؎ مگر چونکہ اکثر ناموزون کو اردو شاعری کے لق و دق وادی مین سرگردان پایا اور جا بجا ٹھوکرین کھاتے دیکھا نہ اونکے ساتھہ کوئی رفیق شفیق ہے کہ اس ہرزہ خیالی سے باز رکھے اور نہ کوئی خضر رہنما ہے کہ سیدہی راہ بتائے جسطرف جی مین آیا چل نکلے اور جدہر طبیعت چاہی قدم بڑہا دیئے۔ نہ بلندی کے چڑہاو کا لحاظ ہے اور نہ پستی کے اوتار کا خیال۔ زمانے نے کتنے پلٹے کھائے مگر اونکی پرانی چال نہ بدلی اسکا کچھ خیال ہی نہیں کہ عالم مین کبھی کیا ہوا تھا اور اب کیا ہوتا ہے۔ میرے جوش ہمت نے غایت ہمدردی سے اس امر کو قبول نہ کیا اور مجھے ایک چھوٹے سے مفید رسالے کی تالیف پر آمادہ کیا۔ اب مین اپنے مختلف معلومات کو قلم بند کرکے **اصلاح** نام رکھتا ہون اور نہایت خوشی سے شائقین کی خدمت مین پیش کرتا ہون اور امید رکھتا ہون کہ انصاف پسند حضرات جب اسکو ملاحظہ فرمائین گے مولف کو کلمۂ خیر سے یاد فرمائین گے وما توفیقی الا باللہ۔

تعقید لفظی

اگر لفظ اپنی اصلی جگہ پر نہو تو اوسکو تعقید لفظی کہتے ہین اردو مین فاعل ۲؎ کو فعل و مفعول سے پہلے اور فعل کو سب کے آخر لانا چاہیے جیسے ۳؎ تم نظر اوٹھاو۔ اگر اسکو یون کہین کہ تم اوٹھاو نظر یا اوٹھاو نظر تم یا نظر تم اوٹھاو تو تعقید ہوجائیگی۔ موصوف تا فیہ فعل سے پہلے ہونا چاہیے جیسے تم نہ جاو۔ اگر یون کہین کہ تم جاو نہ تعقید ٹھہرے گی اور مضاف الیہ کو مضاف سے مقدم و متصل ہونا چاہیے جیسے میر کا دیوان۔ اگر یون کہین دیوان میر کا تعقید ہوجائیگی۔ البتہ بعض مضاف ایسے ہوتے ہین کہ ہمیشہ تقدیم ہی چاہتے ہین جیسے بے تمہارے اور جب موصوف یا صفت ہندی لفظ ہو تو صفت مقدم لانا چاہیے جیسے اچھے قلم خوشنما نگین۔ لیکن نظم مین اگر پورے پورے طور پر اسکا برتاو کیا جاتا تو شعر کہنا دشوار ہوجاتا اس سبب سے اکثر جگہ تعقید لفظی معیوب ۴؎ نہیں ٹھہرائی گئی۔ البتہ جبکہ لفظون کی اولٹ پھیر سے ترکیب درست ہوجائے اور نظم مین کچھ خلل نہو تو بیشک

۱؎ تعقید دو قسم کی ہوتی ہین ایک تعقید معنوی جو المعنی فی بطن الشاعر کا مصداق ہوا کرتی ہے دوسری تعقید لفظی جسکی تعریف متن مین مذکور ہوئی ۱۲ منہ ۲؎ فاعل ۳؎ تم فاعل اور نظر مفعول اور اوٹھاو فعل ہے ۱۲ ایضاح ۴؎ ناسخ مرحوم نے ایک غزل لکھی ہے جسکا مطلع یہ ہے ع واہ مین کیا ہی ترے اے مہ رخ خمار سیاہ ع ایسی ہرگز نہ ولایت کی ہو تلوار سیاہ ۱۲ ظاہر ہو کہ ردیف یعنی قافیہ کا آخر حرف موقوف ہو حسن مطلع یہ ہے ع زلف جانان کے برابر ہین کہان مار سیاہ ع کہ ہوا شیشۂ نظارہ ہوا تار سیاہ بعض لوگ سمجھتے ہین کہ انہین عیب خلو ہے اس شعر کے قافیے مکسور الآخر ہین۔ مگر حقیقت مین اونکا خیال غلط ہے یہان ترکیب فارسی نہیں بلکہ ہندی ترکیب ہے۔ سیاہ مار اور سیاہ تارے کے عوض مار سیاہ اور تار سیاہ وقت کے ساتھہ استعمال کیا ہے الغرض اس غزل مین عیب خلو نہیں ہان تعقید لفظی ہے کہ صفت کو موخر کر دیا ہے ۱۲ ایضاح

معیوب ہے جیسے ع جب نکلتے ہین سینہ سے نالے ع جوانی کسی کی لڑکپن کسی کا ع ہمارا دل ہے وارفتہ محبت مین حسینون کی ع بندے اچھے اچھے اب اوس شوخ پر مرنے لگے۔ ان سب مصرعونکو اسطرح نظم کرنا چاہیے ع نالے سینے سے جب نکلتے ہین ع کسیکی جوانی کسیکا لڑکپن ع ہمارا دل ہے وارفتہ حسینون کی محبت مین ع اچھے اچھے بندے اب اوس شوخ پر مرنے لگے ہان اگر انقلاب سے کوئی دوسری خرابی پیدا ہو جیسے ع کون آتا ہے سیرِ گلشن کو۔ اگر یون کہین ع سیر گلشن کو کون آتا ہے۔ تو کو کون کے اجتماع سے مصرع مین ثقل آجائیگا۔ یا جیسے دامن کسیکا مدفن کسی کا ہین ع جوانی کسیکی لڑکپن کسیکا ایسی صورتون مین یہ تعقید معیوب نہ ٹھہرے گی۔ اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ جب فعل یا مفعول کی تخصیص وغیرہ مراد ہوتی ہی تو اوسوقت اِنکو فاعل پر مقدم کرلیتے ہین جیسے یہ کہتا ہے کون کہ تم نے خطا کی۔ اسیطرح جب مضاف الیہ کی تخصیص وغیرہ کیجاتی ہے تو اوسوقت مضاف الیہ مضاف مین اتصال باقی نہین رہتا جیسے ناسخ ہی کا دیوان ہے آتش کی بھی غزل ہے۔ اور یہ بھی سمجھ رکھو کہ فعل کے وہ علامات جو استمرار وغیرہ پر دلالت کرتے ہین اگر اپنے محل پر نہون تو بہت بُری تعقید ہے جیسے سنا تھا کی جگہ تھا سنا چلے گئے تھے کی جگہ گئے تھے چلے۔

حشو

حشو اوس زائد لفظ کو کہتے ہین جسکے حذف کرنے سے کلام مین حُسن پیدا ہوجائے۔ حتی الامکان حشو سے احتیاط چاہیے مگر بعض جگہ شاعر اسکے اختیار کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے جیسے ؎ غش بھت دیکھکے حیدر کے پسر کو۔ جبریل لرزتے تھے سمیٹے ہوئے پر کو۔ دوسرے مصرع مین کو حشو ہی مگر ردیف ہونے سے شاعر مجبور ہوگیا۔ المختصر جہان اوسنے تغیر و تبدل سے اوسکا نکالنا ممکن ہو وہان اس قسم کے الفاظ معیوب سمجھے جاتے ہین جیسے ع شب وصل مین وہ خفا ہوگیا ع کہین اپنے دلکو لگائے ہوئے ہین ع عرش پرسے اوتر آئے کیونکر ع محفل دلدار مین بس شمع کی حاجت نہین ؎ دیکھکر کے رخ تابان کو ترے اے جانان۔ جو بھلا حور کو چاہے وہ مسلمان نہین۔ ع آرجا نہ ہوے مقابل کسیکا ع کسطرح سے دکھائین داغِ جگر۔ یہ سب مصرعے یون کہنے چاہئین ع شبِ وصل وہ بت خفا ہوگیا ع مگر کہین دل لگائے ہوئے ہین ع عرش سے تم اوتر آئے کیونکر ع محفلِ دلدار مین کچھ شمع کی حاجت نہین ؎ دیکھکر عارض پر نور ترا اے جانان۔ جو کرے حور کی خواہش وہ مسلمان نہین ع جو ہو ماہِ تابان مقابل کسیکا ع کسطرح

مقدرات

مقدر اوس لفظ کو کہتے ہین جو مذکور نہو مگر اوسکے معنے لیے جائین اگرچہ بعض جگہ تقدیر مزا دیجاتی ہے جیسے ؎ کبھی اونسے امید الفت ہے ٭ کبھی یہ فکر ہے اگر نہوئی - مگر اکثر جگہ یہ تقدیر فصاحت کے خلاف ہوتی ہے جیسے ع نارسا آہ اگرچہ رخ بالا یابھی تو کیا اسمین حرف ندا[1] مقدر ہے یعنے او نارسا آہ

شترگربہ

ایک ہی چیز کو تعظیم اور تحقیر دونون کے ساتھہ استعمال کرنا شترگربہ[2] ہے - اگر ایک ہی جملہ مین صراحۃً[3] ان دونون کا اجتماع ہو تو محض نادرست ہے جیسے ہم کہتا ہون - تم کہتا ہے - اور اگر مختلف جملون مین ہو اور وہ جملے[6] ایک شعر مین نہون تو درست[4] ہے ورنہ[5] نادرست جیسے ؎ تیری باتون کا کیا ٹھکانا ہی ٭ آپ کا شاکی اک زمانہ ہے ٭ پاس جب سے ہمارا یار نہین ٭ دل کو اکدم مرے قرار نہین - مگر تو اور تم - اور آپ اور تم کا اجتماع ایک شعر مین نادرست نہین اسکی وجہ یہ ہے کہ مخاطب کی تین صورتین ہین ادنے اوسکے لیے تو موضوع ہے اور اوسط اوسکے لئے تم موضوع ہے اور اعلے اوسکے لئے آپ موضوع ہے چونکہ تم توسط کے درجے مین ہے اس سبب سے اسکو تو اور آپ دونون کے ساتھہ فی الجملہ مناسبت[7] ہے جب تو و تم اور تم و آپ دو جملون مین واقع ہونگے تو ایک قسم کا

---

[1] حرف ندا کی تقدیر کہین تو فصیح ہوتی ہے اور کہین محض غیر فصیح اور کہین فی الجملہ غیر فصیح جب انسان کو کامل مذاق پیدا ہوتا ہے تو ہر ایک کا موقع کا کما حقہ سمجھ جاتا ہے ۱۲ ایضاح [2] اسکو شترگربہ اس لیے کہتے ہین کہ اونٹ اور بلی مین جو مناسبت ہو وہی صیغۂ جمع و مفرد اور کلمات تعظیم و تحقیر مین بھی ہے - صیغۂ جمع و کلمۂ تعظیم بمنزلۂ شتر ہین اور مفرد و کلمۂ تحقیر بمنزلۂ گربہ ہین ۱۲ ایضاح [3] اس قید کا فائدہ یہ ہے کہ تم فرماتے ہو جو مستعمل بعض شعرا ہے اسمین بھی شترگربہ ایک ہی جملہ مین ہے کیونکہ تم مین فی الجملہ تحقیر ہے اور فرمانے مین کمال تعظیم ہے مگر صراحۃً نہین یہی وجہ ہے کہ لوگون نے اس قسم کا جملہ استعمال کیا ہے لیکن تم فرماتے ہو بوجہ استعمال محض نادرست تو نہین مگر رکاکت سے خالی نہین خصوصاً اوس شخص کے آگے جو خوب جانتا ہے کہ فرمانا تعظیم کے مقام مین بولا جاتا ہے ۱۲ ایضاح [4] اسکی دو صورتین ہین ایک تو نظم ہی نہو دوسرے نظم ہو مگر ایک ہی شعر نہو چند شعر ہون ۱۲ ایضاح [5] جواز کی وجہ یہ ہے کہ روزمرے کی بول چال مین جب کوئی شخص کوئی واقعہ بیان کرنے لگتا ہے تو کبھی اپنے آپکو مین سے تعبیر کرتا ہے اور کبھی ہم سے وقس علیٰ ہذا جب روزمرے کی بول چال مین مختلف طور پر بولتے ہین تو مختلف شعرون مین یا نثر کے مختلف فقرون مین جائز کیون نہوگا متقدمین تو متقدمین متاخرین کی مثنوی وغیرہ مین یہ اجتماع جابجا پایا جاتا ہے اسیطرح نثر مین بھی کہین مین لکھتے ہین اور کہین ہم ایک فقرے مین کہتا ہون لکھتا ہون اور کچھ آگے چلکے ہم کہتے ہین تحریر کرتے ہین وقس علیٰ ہذا ۱۲ ایضاح [6] یعنی جملے تو مختلف ہون مگر شعر ایک ہی ہو ۱۲ ایضاح [7] کیونکہ تم مین وجہ تحقیر ہے اسلئے اسکو تو کے ساتھہ مناسبت ہوا اور چونکہ مین وجہ تعظیم ہے اسکو آپکے ساتھہ مناسبت ہی بخلاف تو اور آپ کے کہ اول محض تحقیر کے لئے ہے اور ثانی محض تعظیم کے لئے غرضکہ جو رکاکت تو اور آپ کے اجتماع مین ہو وہ تم اور آپ مین ہرگز نہین دونون قسمون مین فرق بین ہے ۱۲ ایضاح

پردہ ہو جائے گا۔ وزیر سے ؎ آئیو دامن اوٹھائے مدفن عشاق پر ؂ ہاتھ لیجائے نہ کوئی تیرے
دامان کیطرف۔ مومن سے ؎ یہ سینہ نئی طرح نکالی ؂ معشوقی ہے آپ کی نرالی۔ نسیم دہلوی سے
؎ یہ شوخیاں تمہاری اُٹھی ہوئی ہین دل پر ؂ آخر کبھی تو میرے قابو مین آئیے گا و لہٗ ذات شریف ہو
تم مین خوب جانتا ہون ؂ طوفان اور کوئی مجھپر اوٹھائیے گا۔ وزیر سے ؎ نثار کرتے ہین آدیکھو جان
نثار کے پاس ؂ گلے کو آپ کے خنجر پہ سر کو ٹھوکر پر گویا سے ؎ محمد سے صفت پوچھو خدا کی ؂ خدا سے پوچھو
شان محمد۔ قلق سے ؎ کچھ علاج ایسا بتاؤ کہ یہ درد دل بھی ؂ آپ کیطرح مسیحائے جہان دور رہے۔ بحر
سے ؎ شرارت آپ کی ہر حال مین ہے کوئی کیا جانے ؂ دم سختی جو پتھر ہو تو وقت نرمی آگ ہو۔ امیر
سے ؎ میخانے مین پایا ہے آسیر آپ نے مسکن ؂ عشرت سے گذر جائے گی برسات تمہاری۔ تسلیم سے
؎ یہ غلط ہے یاد کرتے تھے مجھے تم ہجر مین ؂ غیر کی الفت نہ تھا جو آپ کے مین دل مین تھا۔ امیر سے ؎
خدا کی شان کہ ہم دیکھین آپکی آنکھین ؂ نگاہ تک نکرو تم ادہر اودہر دیکھو و لہٗ غرور حسن تمکو ہے کلال
عشق مجکو ہے ؂ کہو تم میرے دل کی یا مین کہدون آپ کے دل کی۔ اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ
شتر گربہ کی اس[1] قسم سے بھی احتیاط[2] اولے ہے اپنا جہان اسکے عوض ضمیر متکلم استعمال کرسکتے ہون
ہان اسکو ضمیر واحد متکلم کے ساتھ لانا شتر گربہ ہے جیسے ع دل مرا جان مری داغ سویدا اپنا۔
یہان میرا اور اپنا مین شتر گربہ ہے اپنا کی جگہ میرا کہنا چاہیے۔ اور ایسی صورت مین کہ ع اپنے دلسے
مین آپ نالان ہون ؂ شتر گربہ نہین کیونکہ اپنے کی جگہ میرے نہین کہہ سکتے۔

پہلوے ذم

ذم کی دو صورتین ہین ایک صورت یہ ہے کہ کلام کے الفاظ کچھ ایسے طور پر واقع ہوے ہون
کہ دو معنون کا احتمال پیدا کرین اور اونمین سے ایک معنی قبیح ہون اور دوسری صورت یہ ہے
کہ پورے الفاظ کے ملانے سے تو کلام ذو المعنیین نہ ہے لیکن اگر اوسکا کوئی ٹکڑا علیحدہ کرلین تو
قبیح معنی پیدا ہوجاوین جیسے سے ؎ ہوا کا گذر بھی وہان تک نہین ہے ؂ ہوا اسطرح بند روزن کسیکا
سے ؎ تم نہ ملو اوغیر سے مہندی ؂ خون رو وینگے ورنہ ہم غم مین سے ؎ پلڑ لینگے ہم دوڑ کر اوسکا دامن

---

[1] خصوصاً تو اور تم کے اجتماع سے کیونکہ کلام اساتذہ مین بہت کم مستعمل ہوا ہو ۱۲ ایضاح [2] اوسکی دو وجہین
ہین ایک تو یہ کہ تم مین گو بن وجہ تعظیم ہو مگر وہ تعظیم نہین جو آپ مین ہے دوسرے یہ کہ بوجہ عدم تتبع و تدبر اکثر حضرات
کا یہ خیال ہے کہ تم اور آپ کا اجتماع عموماً ناجائز ہے اگرچہ یہ خیال اونکا محض غلط ہے مگر احتیاط اسکی مقتضی
ہے کہ ایسی چیز کیون استعمال کیجاوے جسکو لوگ ناجائز محض جانتے ہون ۱۲ ایضاح۔

ہین محشر مین ہم اور قاتل ہمارا ؏ یہ آئینے عبث دیوار مین جڑواتے ہو اے جان ؎ ہمارا دل
ہے آئینہ اسے پیش نظر رکھو ؏ چڑھاو چادر گل قبر پر آو ہنسو بولو ؎ تمھارے منہ سے پھول آئے
غیرت گلزار جھڑتے ہین۔ اچھے اچھے کہنہ مشق کبھی کبھی معانی و مضامین کی تلاش مین خیال[1] نہین
رکھتے اور اس قسم کے مذموم شعر کہہ جاتے ہین معشوق کو جو رشک خور لکھا کرتے ہین بلحاظ تلفظ
ہونے کے علاوہ اسمین ذم کا بھی پہلو ہے کیونکہ خور بفتح خا ہے رشک خر ہو جائیگا۔ ایام بمعنی
حیض کثرت سے مستعمل ہے بعض جگہ پہلوے ذم پیدا ہو جاتا ہے جیسے ع یاد آتے ہین اپنے
ایام صحبت۔ یہ لفظ بھی بعض جگہ پہلوے ذم پیدا کر دیتا ہے جیسے ع بگڑ جاتے ہین اگر آپ
کیون اثناے صحبت مین اب اسے مین الف ثانی اکثر تقطیع سے گر کر ابے ہو جاتا ہے
جیسے ع بیتاب ہون فرقت مین اب اے غیرت لیلی ؎ اس بات کا مضحکہ لکھنؤ مین مشاعرے
کے دن ایک[2] نامی شاعر کے شعر پر ہو چکا ہے آدمی کو اسکا بہت لحاظ رکھنا چاہیے کہ ہنسا نہ جاسکے

مبتذل مضامین

بعض[3] حضرات جنکو جدت کا شوق رہتا ہے کبھی کبھی ایسے شعر کہتے ہین کہ صحیح مذاق والونکے
ذائقہ زبان پر رکھے پھیکے کڑوے کسیلے معلوم ہوتے ہین جیسے ؏ چھرا چلا فلک پہ تبت
خانہ جنگ کا ؎ چھوٹا ہے نیل گاو پہ کتا تفنگ کا ؏ کشتۂ چشم کی تربت کا چرے گر سبزہ ؎
پیٹ سے بکری کے ہو بچہ آہو پیدا ؏ طفل گاوزر کے عشق مین آخر ؎ جان سے اپنی ہاتھ دھو
بیٹھے ؏ اوڑائے پھرتی ہے باد مخالف مجکو گردون پر ؎ نہین معلوم چھچھی ہون کہ چھچھی کا پچھلا
ہون ؏ اسقدر لاغر ہوے ہین ہم خیال زلف مین ؎ اب سواری کو ہماری ایک جون

---

[1] دیکھو حضرت جلال لکھنوی کے تیسرے دیوان کا شعر ہے ؏ اب آنکھون مین کب پھر کے آتی ہین نظرین ؎ کہین دیکھو پایا ہو [illegible]
کیسا۔ حضرت خورشید لکھنوی نے رسالۂ افادات مین لکھا ہے کہ میان طول نے یہ مقطع مشاعرے مین پڑھا ؏ خدا کیواسطے
جلدی سی آکے اب گردن ؎ کری طول کی اس ہنگام [illegible] بعض لوگون نے بے تمیزی و شوخی سے فقط مصرع ثانی کا اعادہ کر کے جو تعریف کی
تو وہ بیچارہ [illegible] [2] ایضاً [illegible] لکھنوی [illegible]
یہ مصرع پڑھا [illegible] مشاعرہ [illegible] استاد کیا [illegible] [3] ایضاً [illegible]
[illegible] علوم عربیہ و تحقیقات شعریہ مین دستگاہ کامل رکھتے تھے اور [illegible] الفاظ ترک کئے ہین اور اس سال
[illegible] متروکات ہین ہاین کمال بعض اوقات ایسے مبتذل شعر کہہ جاتے تھے کہ لوگونکو مضحکہ کا موقع ملتا تھا انکے دیوان مین [illegible]
[illegible] بین [illegible] نہین [illegible]
[illegible] مبتذل ہین لوگون نے انکے نام [illegible] مقطع بھی [illegible]
نہین [illegible]

درکار ہے۔ اور جب یہ حضرات بدرجاۂ ہونا چاہتے ہین تو اس قسم کے شعر کہنے لگتے ہین سے
بیثون سر سُن سُنکے گانا اوس بُتِ بے پیر کا۔ دائرہ بجنے لگے حرفِ خطِ تقدیر کا۔ مانا کہ مَنْ ع
ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست۔ اور بلند پروازی و جدت ایک عمدہ چیز ہے مگر مزے
کے ساتھ ہو غزل مین عشقیہ مضامین درد آمیز معانی پاکیزہ خیالات سلجھی ہوئی ترکیبین نکھری
ہوئی بندشین دلکش الفاظ چلبلے چلے مربوط مصرعے کھڑکتے ہوئے شعر ہونا چاہئین چونکہ
سابق زمانے سے اکثر دلّی والون نے بیشتر ان امور کا خیال رکھا ہے اسوجہ سے اسکو دلّی کا
رنگ کہتے ہین میر و درد کا کلیات نسیم دہلوی کا دیوان داغ کا کلام دیکھو کسقدر متفاہی
اثر رکھتا ہے۔ لکھنؤ کے اگلے شعرا مین سے صبا کی شیرین زبانی اور سحر کی سحر بیانی دلّی والون
سے ملتی جلتی ہوئی ہے اور ابتو اکثر لکھنؤ والون نے اپنی طرز چھوڑ کر وہی رنگ اختیار کیا
ہے۔ فی زمانناایسے دو چار نامی شاعر موجود ہین جنسے لکھنؤ کو فخر ہے۔ خدا اونکو سلامت
رکھے اب مین اپنی بعض غزلین لکھتا ہون ناظرین اونسے اس رنگ کا اندازہ کر سکتے ہین۔

غزل

ہائے بیتاب ہین سینے سے نکلنے کے لیے
اوس ستمگر کو کوئی کہدے سنبھلنے کے لیے

چشم عاشق کے ہون آنسو کہ کسی کا جوبن
بڑھ چلین لیکر دو نو لٹین ڈسنے کے لیے

خانۂ دل مین رہو تم جو یہان جی گھبرائے
چلے آنا مری آنکھون مین ٹہلنے کے لیے

شوخیان اونکی سرِ بزم حیا سے بولین
تجھکو محفل سے ہوا حکم نکلنے کے لیے

درد تعظیم کو پہلو سے نہ کیونکر اوٹھے
دلمین آتا ہے کلیجا کوئی ملنے کے لیے

کبھی میرا کبھی اونکا جو ہے شکوہ دلکو
ڈھونڈھتا ہے کوئی پہلو یہ مچلنے کے لیے

اے مرے جذبۂ دل وقت مدد آپہونچا
گھر سے وہ آج نکلتے ہین ٹہلنے کے لیے

اونکی تصویر جو چوری تو وہ جل کر بولے
اب یہ معشوق نکالا ہے بہلنے کے لیے

لاکھ رسوا ہو مگر چاہ بری ہوتی ہے
دل کو پھر ضد ہوئی دھن ہین چلنے کے لیے

محفلِ غیر مین کیون شمع جلائی تمنے
گیا وہان کوئی نہ تھا شمع سے جلنے کے لیے

نامناسب ہے یہان غیر کا رہنا شب وصل
تم اشارہ کرو اب شرم کو ٹلنے کے لیے

مر گئے ہم تو کفن دیکھ کے بولا وہ شوخ
جان دی رخ نیا جیس بدلنے کے لیے

حسرتین بھر گئین اے شوق یہا تنگ دلمین
آرزو ڈھونڈھتی ہے راہ نکلنے کے لیے

غزل

ادھر رخ سے گھونگھٹ اوٹھانا کسی کا
ادھر کھا کے غش تلملانا کسی کا

شب وصل وہ روٹھ جانا کسی کا
مزا دے گیا پھر منانا کسی کا

گراتا ہے دل پر قیامت کی بجلی
وہ منہ پھیر کر مسکرانا کسی کا

نکر آہ کا قصہ گھبرا کے اے دل
کچھ اچھا نہین دل دکھانا کسی کا

وہ بھولی سی صورت لڑکپن کی باتین
ہمین یاد ہے وہ زمانا کسی کا

کہان تک یہ زلف آپ سلجھائیگا
ذرا دیکھیے پیچ کھانا کسی کا

مرے آگے کیا گل کھلائینگے غنچے
مجھے یاد ہے مسکرانا کسی کا

چمن مین جو گلچین نے کچھ پھول توڑے
ترا یاد آگیا دل دکھانا کسی کا

سر بزم تم اور نیچی نگاہ مین
ابھی کھل گیا دل چرانا کسی کا

مرے خانۂ دل مین خلوت گزین ہے
کسی کو ملے کیا ٹھکانا کسی کا

تمہین عشق سے شوق سب جانتے تھے
مگر تمنے کہنا نہ مانا کسی کا

غزل

دل شوق حسینون سے لگانا نہین اچھا
ہو جاؤ گے بدنام زمانا نہین اچھا

ہم صاف کہے دیتے ہین مانو کہ نہ مانو
دل عاشق بیکس کا دکھانا نہین اچھا

رہتے ہو جو دل مین تو جگر کو نہ جلاؤ
ہمسائے کے گھر آگ لگانا نہین اچھا

منہ سے نہ کہین آہ جہان سوز نکل جائے
جلتا ہو جو آپ اوسکو جلانا نہین اچھا

دل کوئی چرالے تو نہین اسکی شکایت
آنکھین مگر ایجان چرانا نہین اچھا

کھل جائینگے راز آپکے اس شرم و حیا سے
منہ مجھ سے سر بزم چھپانا نہین اچھا

دیکھو نہ کہین دل کی لگی اور بھڑک جائے
بالین لحد شمع جلانا نہین اچھا

ہم خوب سمجھتے ہین جہان جاتے ہو جاؤ
ہر روز مگر راہ بتانا نہین اچھا

لٹ جاؤ گے جھگڑے مین کہے دیتے ہین ایجان
ہر ایک کی آنکھون مین سمانا نہین اچھا

نازک ہین عجب کیا کہ وہ دل تھام کے رہ جائین
حال شب غم اونکو سنانا نہین اچھا

دامن کبھی جھٹکے ہین کبھی توڑتے ہین ہاتھ
اے شوق ابھی ہوش مین آنا نہین اچھا

متروکات

جسطرح میر و میرزا نے ولی و حاتمؒ کے اکثر مستعملہ الفاظ ترک کر دیے تھے اوسیطرح
ناسخ وغیرہ نے بھی میر و میرزا کے بہت سے الفاظ متروک کر دیے جیسے اودھر باشباع
واو بروزن دو بحر اِدہر مع الیا بگانہ بحذف یا بجاے بیگانہ پیار و پیاس باظہار یا بر
وزن دیار و ہراس تئین کو کے معنی مین تنک ٹک بمعنی ذرا تے معنی مین دوانہ بجاے
دیوانہ ستی سون سے کی جگہ سجن معشوق کے معنی مین کنے پاس کے معنی مین کبھو
کبھی کے مقام پر کسو کسی کی جگہ لوہو لہو کے مقام پر مکھہ بمعنی رُخ نت بمعنی ہمیشہ نین
آنکھہ کے معنی مین مجھہ پاس۔ ہم پاس میرے پاس ہمارے پاس کی جگہ کرے ہے
دہرے ہے کرتا ہے دہرتا ہے کی جگہ آمیان جائیان آئین گئین کے مقام پر
انمین سے اکثر الفاظ تو جزءاً متروک کر دیے اور بعض الفاظ ایسے ہین کہ کسی نے کہین کہین
استعمال بھی کیے ہین۔ اسکے بعد اونکے تلامذے کا دور ا ہوا اونہون نے بھی کچھ لفظ ترک کیے
جیسے بگولا کہ بعض شعرا اسکو متروک کر کے ببولا استعمال کرتے تھے۔ برق ۵ خاک آلودہ جو
گردش کو سراپا اوٹھا ٭ دور سے لوگ یہ سمجھے کہ ببولا اوٹھا۔ سحر ۵ کن پریزادونکی صحبت سے

---

۱ مین نے یادگار وطن نام ایک تذکرہ لکھا ہے جسمین اپنی سوانح عمری اور حضرات ذہنی کے حالات درج کیے ہین جا بجا ایسے نوادر عجیبہ و مباحث غریبہ لکھے گئے ہین کہ قابل دید ہین انہین متروکات کی بحث بسط کے ساتھہ ہے تین قسم کے متروکات قائم کیے گئے ہین۔ ایک وہ ہین جنکو اور شعرا نے بھی ترک کیا ہے اور مولف بھی اونکا تارک ہے دوسرے وہ ہین جنکو اور شعرا نے تو ترک کیا ہے مگر مولف کے استعمال مین ہین۔ تیسرے وہ متروکات ہین جنکو خود مولف نے ترک کیا ہے فمن شاء التحقیق فلیرجع الیہا ۱۲ ایضاح ۲ حاتم دہلوی بہت پرانے شاعر ہین جنہون نے زبان اردو مین پہلے پہل اصلاح دی ہے اور اپنے عہد کے بہت سے رکیک الفاظ ترک کیے ہین اپنے دیوان سے غزلین انتخاب کر کے ایک دیوان ترتیب دیا جسکا نام دیوان زادہ رکہا ہے اور ایک دیباچہ لگایا ہے جسمین انہی متروکات کو لکھہ دیا ہے حق یہ ہے کہ راستہ دکھایا ہوا اصل مین حاتم دہلوی ہی کا ہے۔ پھر زمانے نے جون جون پلٹا کہایا زبان بدلتی گئی۔ تراش خراش بڑہتی گئی آخر اردو کا رنگ روپ کچھ اور ہی نکل آیا ۱۲ ایضاح ۳ اس لفظ سے اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ ناسخ کے ساتھہ اور شعرا بھی زبان کی اصلاح مین شریک ہین جب مومن و آتش وغیرہ کا کلام بہت سے اگر رکیک مستعملات سے پاک ہو تو مین ان لوگون کی مصلح زبان ہونے سے کیونکر انکار کر سکتا ہون ہان اسکو مانتا ہون کہ ناسخ مرحوم نے اسطرف زیادہ تر توجہ کی ہے فافہم ۱۲ ایضاح ۴ خصوصاً میر اوسط علی رشک مرحوم نے بہت سے الفاظ متروک کیے جیسے اونکا تیسرا دیوان جو ابتک چھپا نہین پاک ہے متروکات سے بابین ہمہ اکثر لوگ رشک مرحوم کے متعلمین ہین اس بات مین اکثر اونہین کے متروکات کے ہو بیجا ۵ کسی زمانہ مین بگولا ببولا دونو فصیح سمجھے جاتے تھے مگر اب ببولا مستعمل نہین ۱۲ ایضاح۔

کہان لایا جنون ؏ ہر بہولا دیوے ہے صحرا ہے وحشت ناک کا۔ پھر زمانے نے ایسا پلٹا کھایا کہ ہمارے
وقت کے شعرا کا ڈنکا بجا۔ ان لوگون نے اپنے پیشتر کے کلام مین وہی پرانے الفاظ استعمال
کیے ہین۔ مگر فی زمانا بہت سے الفاظ حتے الوسع استعمال نہین کرتے اور بہت سے الفاظ جو بالکل
ترک کردیے آپہی بیشتر آپ ہی کی تہے گراکر آپہی بجاے مخلوط التلفظ استعمال کرتے تھے۔ اب
احتیاط رکھتے ہین آخرش بجاے آخر ذوق ؎ آخرش دیکھا تو العلم حجاب الاکبر ؏
عاقبت پایا تو ہان بلہ کو اہل جنت۔ فصحاے حال احتیاط رکھتے ہین آنکھے آنکے کی جگہ۔ مومن
؏ قتل کیا آنکے اچھا کیا ستمگر ؏ قبر پر اب کیا کرینگے آنکر۔ اکثر فصحاے حال استعمال نہین
کرتے آنکے جیسے ایکے دفعہ ایکے برس۔ عوام بیاے معروف بہی بولتے ہین مگر صحیح بیاے
مجہول ہے۔ تسلیم ؎ کوچے مین ترے ضعف کا یہ زور ہے ایکے ہر بس جاتے ہین ہم سایۂ
دیوار سے دیکھے از جانب اسکے مدخول علیہ کے بعد اسکا ترجمہ سے لا سکتے ہون اکثر خواص
احتیاط رکھتے ہین جیسے ؏ روزن چشم کم از روزن دیوار نہین ہے اسکی عوض روزن دیوار
سے کم نہین کہنا چاہیے انتظاری بزیادت یا غیر فصیح ٹھہرا ہوا ہے اندارا جاہ ؏ بعض
وزیر ؏ روزن مور مری انکھون مین اندارے ہین۔ اکثر فصحاے حال استعمال نہین
کرتے اندھیارا اندھیرے کی جگہ بالکل متروک ہے انکھڑیان آنکھون کے معنی مین۔
آتش ؎ اون انکھڑیون مین اگر نشہ شراب آیا ؏ سلام جھک کے کرونگا اگر حجاب آیا۔ اکثر
فصحاے حال استعمال نہین کرتے اوپر جہان صرف پر کافی ہے جیسے ؏ عجب صدمہ
ہوا ہے دل کے اوپر۔ فصحاے حال استعمال نہین کرتے البتہ ایسے مقام پر کہ فلان چیز اوپر
ہے کچھ مضایقہ نہین او جبیا لا فصحا نے ترک کردیا ہے اسکی جگہ او جالا استعمال کرتے ہین
اور بعض فصحا او نہین گراتے ہر جگہ اور بروزن غور استعمال کرتے ہین اہل اسکا
اطلاق شخص واحد پر جیسے تم لال ہنر ہوا ساتذہ کے کلام مین جا بجا آگیا ہے مگر بعضے

ف۱ اس قسم کے غلط الفاظ بحث متروکات مین تغلیبا داخل کیے گئے ہین ۱۲ ایضاح ؏ وغیرہ وغیرہ
اور برس مذکران دونون لفظون کی اسکی طرف اشارہ ہے کہ مونث و مذکر دونون کے ساتھ یہ لفظ بیاے مجہول صحیح ہے جناب جلال
نے بہی اس لفظ کو بیاے مجہول لکھا ہے حضرت میر لکھنوی جو درستی کیا تو انہون نے لکھا کہ ایکے ہر حالت مین مجہول ہے۔ استادی حضرت
تسلیم لکھنوی نے بہی یہی کہا مگر صاحب فوائد نے لکھا ہے کہ مونث کے ساتھ بیاے معروف اور مذکر کے ساتھ بیاے مجہول مثلا ایکے سال سی بیاے
مجہول کہنا چاہیے اور ایکی فصل اسی بیاے معروف کہنا چاہیے انتہی خاتم ۱۲ ایضاح ؏ اس قید سے از خود رفتہ ذخیرہ خارج ہو گئے ہین

اس سے احتیاط رکھتے ہین اور اسکے بدلے صاحب ہنر وغیرہ استعمال کرتے ہین بل بے
جیسے ع بل بے اے زلف رسائی تیری ؀ اکثر خواص نے ترک کر دیا ہے بن بمعنی بغیر
جیسے ع بار بن کیا دل لگے گلزار مین ؀ بالکل متروک ہے بیچ مین کی جگہ جیسے ع شہرہ ہی
تیری زلف رسا کا ختن کے بیچ ؀ بالکل متروک ہے پابوسی بزیارت یا انتظاری کیطرح یہی
غیر فصیح ٹھہرا ہوا ہے بمعنی لیکن جیسے ع وعدے گئے لاکھون پر نہ آئے ؀ بعض فصحا نے
ترک کر دیا ہے پن اسکی ترکیب فارسی لفظ کے ساتھ جیسے دیوانہ پن وغیرہ بعض فصحاے
حال احتیاط رکھتے ہین اور اسکو صرف ہندی لفظ کے ساتھ ملحق کرتے ہین جیسے بھولا پن۔
بچپن لڑکپن بانکپن وغیرہ پہناتا نون مخلوط الہا کے ساتھ بعض خواص استعمال نہین کرتے
اسکی جگہ پہنانا باندھتے ہین اور فرماتے ہین کہ قاعدے کے رو سے یہی چاہیے کیونکہ پہنانا مین ہی
نون کے پہلے بے ہے بحذف رابجاے پر اگرچہ اکثر شعرا ہنوز استعمال کرتے ہین مگر بعض فصحا
نے وجوبا ترک کر دیا ہے پیالا دعوت مخصوص کے معنی مین یاے مخلوط التلفظ سے ہی ناسخ
؎ پیالا مجھ آزاد کا بھر دے ساقی ؀ نہین میرا پیالا ہوا چاہتا ہے ؀ نسیم دہلوی ؎ غرض

سلہ مگر مولف اوسے متفق نہین کیونکہ اہل بمعنی صاحب فارسیون کے کلام مین بکثرت آگیا ہے چنانچہ خیابان مین خان آرزو نے لکھا ہے کہ اہل بمعنی صاحب آید وگاہی بمعنی صاحبان مفرد و جمع ہر دو آید۔ اور محاورۂ اردو مین برابر مستعمل ہوتا ہے پھر ترک کی کوئی وجہ نہین بلکہ بعض جگہ اسکے عوض لفظ صاحب وغیرہ برے معلوم ہوتے ہین ؀ ایضاح سلہ جناب صفیر بلگرامی مرحوم نے تذکرہ جلوہ خضر جلد دوم مین لکھا ہے کہ اردو مین ہندی کا کلمہ اسقدر اک یعنی پر بہت مستعمل تھا مگر اب متروک ہو چلا ہے دیکھو رسالۂ اصلاح مولوی ظہیر حسن شوق نیموی لکھتے کلا اسباب مولف کہتا ہے کہ فی الواقع پر بمعنی لیکن بکثرت مستعمل تھا استادی جناب شمشاد لکھنوی خلد مترو کات کا بہت خیال ہے اونکے دیوان اول مین جسکا نام خزانۂ خیال ہے یہ لفظ موجود ہے اور مولف بھی پہلے اس لفظ کا تارک نہ تھا مگر رسالۂ اصلاح کی وجہ سے جب بہت سے لوگ احتیاط کرنے لگے تھے کہ کچھ دنون سے جناب شمشاد کو بھی احتیاط کلی ہے تو مولف نے بھی وجوبا ترک کر دیا ہے ؀ ایضاح سلہ احتیاط کی وجہ یہ ہے کہ ہندی لفظ کے ساتھ فارسی لفظ ملتا ہے مگر میرے نزدیک یہ وجہ کچھ ٹھیک نہین کیونکہ سمجھدار وغیرہ جیسے ایسے الفاظ جب بے کھٹکے مستعمل ہین اور دیوانہ پن مین کوئی ثقل بھی نہین تو اسکے استعمال مین کوئی مضائقہ نہین ؀ ایضاح سلہ جناب جلال لکھنوی نے پہنانا بتقدیم نون کی نسبت لکھا ہے کہ یہ زبان متقدمین کی ہے متاخرین کی زبان پر پہناتا ہے بفتح بای فارسی وسکون ہا و نون بعدہا اور سرمایہ زبان اردو مین صورت ثانیہ کو صحیح قرار دیا ہے مگر مولف کے نزدیک دونون صحیح و مستعمل ہین بلکہ پہنانا بتقدیم نون ہی فصیح ہے اور جناب خورشید لکھنوی نے بھی رسالۂ افادات مین لکھا ہے کہ پہنانا گنگنانا کے وزن پر میرے نزدیک خوب نہین ہے کیونکہ مین نے فصحاے حال کی زبان سے جب سنا ہے پہنانا نون مخلوط الہا کے ساتھ سنا ہے ؀ ایضاح سلہ مولف بھی پر کے بدلے پہ استعمال نہین کرتا ؀ ایضاح۔

پیالے سے کیا اصل فقیری ترک دنیا ہے، ہمارا ہاتھ کیا کم ہے ہمین کاسہ گدائی کا ؎ اور ظرف
معروف کے معنی مین اگرچہ بیاے مخلوط آگیا ہے مگر چونکہ اصل مین باظہار یا ہے اکثر فصحاے
حال بیاے مخلوط استعمال نہین کرتے پیر پاؤن کی جگہ فصحاے حال استعمال نہین کرتے
تب جب شرطیہ کے مقابلے مین تب جیسے ؎ جب سنتے ہین وہ حالت بیمار جدائی
تب کہتے ہین جھنجھلا کے کہ مر بھی نہین جاتا ؎ بعض شعرا استعمال نہین کرتے تلک بجاے
تک اکثر خواص نے ترک کر دیا ہے تلے نیچے کے معنی مین جیسے ع ہین خلد کے سائے
مین کہ خنجر کے تلے ہم ؎ اکثر فصحاے حال نے ترک کر دیا ہے تو بواو مجہول۔ اسمین اظہار واو
اچھا نہین اور اگر آخر مصرع واقع ہو تو اور بھی مکروہ ہے جیسے ع مری جان اب غضب
ڈھاتے ہو تم تو ؎ جیون[ع] بمعنی مانند جیسے ع دل مرا جیون غنچہ سربستہ ہے۔ بعض خواص
استعمال نہین کرتے حرکت جب بے اضافت وغیرہ کے سبب سے متحرک نہو او سوقت
بحرکت راء فصیح ہے خودرفتہ شعراے اُردو نے استعمال کیا ہے۔ مومن ؎ وہ سوچے
تب دل تفتگی سے ؎ خبر رکھے مری خود رفتگی سے ؎ قلق ؎ بخیر انجام ہے جسکا وہ ہے
خودرفتگی اپنی ؎ چلے تھے ہم کلیسا کیطرف کعبے کو جا نکلے ولہ یار خودرفتہ ہے شکوہ ہے
فراموش مجھے ؎ گوش کر او سکو ملے ہین لب خاموش مجھے ؎ اور انکے ساتھ بیشتر آیا ہے
ناسخ ؎ لگیا محبوب سے جو آپ سے باہر ہوا ؎ ایسی از خودرفتگی کیا ہے ارادہ دور کا ؎
آتش ؎ ہے غرور حسن وہ روزہ سے ازخودرفتہ یار ؎ اسقدر بھی فتنہ معجون آب و گل نہو
وزیر ؎ لطف ازخودرفتگی گر دیکھنا منظور ہو ؎ منہ دکھا دو آئینہ آب روان ہو جاے گا
قلق ؎ کوئی بولی کہ ہے زخودرفتہ ؎ کوئی بولی کہ ہے جگر تفتہ ؎ امیر ؎ جاتے ہین میخانۂ
عالم سے ہم سوے عدم ؎ کہدو ازخودرفتگی سے ہے ارادہ دور کا۔ تسلیم ؎ زخودرفتہ
تنگدستی رہے ؎ خراب مے فاقہ مستی رہے۔ جلال ؎ آپ سے آپ زخودرفتہ ہوا جاتا
ہون ؎ نہین معلوم کہ مین آج کسے یاد آیا ؎ بہرکیف چونکہ یہ فارسی محاورہ ہے اور فارسی

---

[۱] مگر یہ جمہور شعرا کے خلاف ہے ہان جہان نظم مین برا معلوم ہوتا ہو جیسا کہ مثال کے شعر مین واقع ہوا ہے
تو احتیاط چاہیے ۔ ایضاح [۲] جیون کے بدلے متوسطین نے جون بحذف یا و ضم جیم استعمال کیا ہے
لیکن متاخرین کے نزدیک دونو متروک ہین مگر اور معنون مین متروک نہین جیسے ع جون جون کٹتی ہے
ہجر کی رات ع عمر جون تون گذر گئی اپنی ۔ ایضاح ۔

مین از کے ساتھ مستعمل[۱] ہے اکثر فصحاے حال ب[۲] از کے استعمال نہین کرتے **زور** بمعنے
عجیب و بسیار۔ ناسخ ع ابتو ناسخ زور رند لاابالی ہو گیا و لہ اے فلک زور انقلاب ہوا؛
فی زماننا متروک ہے **سدا** بمعنی ہمیشہ اچھے لوگون مین سے اب کہین دو ایک استعمال کرتے
ہین ورنہ اکثر لوگون نے وجوباً ترک کر دیا ہے **سرپرست**[۳] اُردو مین مربّی کے معنون مین
بہت مستعمل ہے مگر چونکہ فارسی مین اسکے معنی خادم کے ہین اسوجہ سے بعضے[۴] احتیاط
رکھتے ہین **سن** بالفتح بمعنی سنہ اسکے عربی یا فارسی ہونے مین تو تامل ہے ازاحۃ الاغلاط
مین اسکی تحقیق اچھی طرح لکھی جا چکی ہے البتہ محاورہ اُردو ہونے مین کوئی شک نہین[۵] ہی
سمیت ساتھ کے معنی مین رشک ؎ آہ سوزان سے جلادونگا مین انہار سمت کے
باغ جنت مین سجاونگا اگر یار سمیت؛ فی زماننا اکثر فصحا استعمال نہین کرتے سو کو بعضون
نے ترک کر دیا ہے مگر میرے نزدیک بعض جگہ یہ لفظ جان فصاحت ہے جیسے جو ہو سو ہو
عادی عادت گیرندہ کے معنی مین استعمال[۶] اصح ہے وزیر ؎ تیغ ابرو کی زبان عادی
ہوئی؛ بات سیدھی بھی جو کی ٹیڑھی ہوئی؛ نواب مرزا لکھنوی ؎ تو دشمن ہین جلسائی کے
آپ عادی ہین رنڈی بازی کے؛ مگر چونکہ لغۃً اسکے کچھ[۷] اور معنی ہین اسوجہ سے بعض خواص
احتیاط[۸] رکھتے ہین **کیسے** کیونکر کے معنے مین اکثر خواص نے وجوباً ترک کر دیا ہے کر بجاے
اگر بعضون نے وجوباً ترک کر دیا ہے **گھایل** چونکہ یہ لفظ قایل و مایل و سایل وغیرہ کے
ایسے اسم فاعل سے ملتا جلتا ہوا تھا شعراے سلف بکسر یا باندھا کیے ناسخ و آتش وغیرہ بھی
اسی اونہین کے متبع رہے۔ لیکن چونکہ کسرہ خلاف قاعدہ تھا کیونکہ یہ لفظ مرکب ہے
گھاو سے اور یل سے جو فاعلیت کے معنے پیدا کرتا ہے۔

---

۱ اور صرف خود رفتہ بغیر از کے کلام اساتذہ فارسی مین پایا نہین جاتا شاید کسی نے استعمال کیا ہو واللعلم
عند اللہ ۱۲ ایضاح ۲ اور مؤلف کو اردو مین از خود رفتہ اچھا معلوم نہین ہوتا اور بوجہ ترک کرنے محققین کے
صرف خود رفتہ کے استعمال سے احتیاط رکھتا ہے لہذا اس لفظ ہی کو ترک کر کے اسکے عوض وارفتہ استعمال کیا
کرتا ہے ۱۲ ایضاح ۳ مگر میرے نزدیک اگر ترکیب فارسی مستعمل ہو تو بمعنی مربی استعمال نکرنا چاہیے ورنہ کچھ
مضائقہ نہین کیونکہ محاورۂ اردو مین خادم کے معنے کی بو بھی نہین پائی جاتی کہ پہلوے ذم پیدا ہو ۱۲ ایضاح
۴ پس اگر اردو مین نظم کرین تو ترکیب فارسی سے احتیاط رکھین ۱۲ ایضاح ۵ یہ اشارہ ہے جناب جلال لکھنوی
کے اس قول کے رد کی طرف کہ ثقات شعراے اردو زبان کے کلام بھی مستعمل نہین پایا کہ مستند قرار دیا جاے ۱۲
ایضاح ۶ یعنی وہ چیز جسکی عادت کیجاے ۱۲ ایضاح ۷ مگر میرے نزدیک اردو مین جہان ترکیب فارسی نہو عادی
بمعنی عادت گیرندہ کہنے مضایقہ نہین کیونکہ سیکڑون الفاظ عربیہ و فارسیہ معنی مین اہل زبان ہند نے تصرف کیا ہے تو ہمین اگر تصرف ۱۲

جب پہلا جزو ساکن الآخر ہوتا ہے[۱] تو یل نے یے مفتوح ہوتی ہے جیسے ازیل شریل چنچیل
ہریل وغیرہ اوس لہجے کی یہ حالت تھی کہ جو حضرات اساتذہ کا کلام دیکھا کرتے تھے اونکی
زبان پر وہی بکسر یا چڑھا ہوا تھا مگر جنکو شعر و سخن سے چندان تعلق نہ تھا اور لکھنؤ کے خاص
اہل زبان سمجھے جاتے تھے اونکا لہجہ بفتح یا تھا اس سبب سے بعض[۲] خواص نے اسکی اصلاح
کی اور کسرے کو فتحے سے بدل دیا۔ اوسی زمانے سے اکثر فصحا گھایل بکسر یا سے احتیاط
رکھتے ہین مرآۃ الغیب۔ نظم ارجمند۔ گلزار داغ۔ شاہد شوخ طبع۔ کرشمہ گاہ سخن۔ یہ سب دیوان
دیکھ لو دل و مائل کی غزلون مین گھایل کا قافیہ نہ پاوگے[۳] فی زمانا اس لفظ کے اعتبار سے
شعرا کے تین فرقے ہین ایک اون لوگون کا فرقہ ہے جنکو اس واقعے سے کچھ خبر ہی نہین وہ
کسرے کے سوا فتحہ کیا جانین دوسرا وہ پرانی لکیر کے فقیر عظم رمیم کے اعتقاد والے
لوگون کا فرقہ ہے جو اس اصلاح سے ناک بھون چڑھاتے ہین تیسرا وہ فرقہ ہے جو اس
تصرف کے مستحسن ہونے کا قائل ہے بہرکیف فتحے کی سند ملاحظہ ہو۔ بحر مرحوم سے[۴] یہ دی
ہے بیکلی تو نے کہ دل مین ہے یہی کل سے ٭ کہ دھو کر زندگی سے ہاتھ پونچھوں تیرے آنچل سے
ستم کیا کیا نہوگا اوس قمر طلعت کی کشتی پر ٭ کرگئی چاندنی آب ناز معشوقانہ گھایل سے ولہ
باغ میرا ہوا برباد جو بادل آئے ٭ پتھرون کی ہوئی بوچھار اگر پھل آئے ٭ تیرے دیدار کی حسرت
نے چھری پھیری ہے ٭ یون تڑپتے ہوے ہم آئے کہ گھایل آئے۔ تسلیم لکھنوی سے گمان کیونکر
نہو خلد برین کا صحن مقتل پر ٭ تصدق ہوتی ہین حورین ترے خنجر کے گھایل پر ٭ ولی لکھنوی
سے تیغ قاتل تری پڑی ہلکی ٭ حسرتین کیون نہ روئین گھایل کی۔ اشرف لکھنوی سے روح نکلی
تن سے جب بکل ہوئی ٭ یون شب فرقت کی مشکل حل ہوئی ٭ دید کی حسرت رہی دل مین مرے
تیغ ابرو سے نظر گھایل ہوئی۔ مست بجاے نہ ناسخ ہی کے زمانے مین کم مستعمل تھا فصحاے
حال نے تو وجوبا ترک کر دیا ہے موسم بفتح سین تصرفات سے ہے[۵] غلط نہین ہو سکتا فارسی[۶] اردو

---

۱ اور اگر پہلا جزو متحرک ہوتا ہے تو اس یے کو ساکن کر دیتے ہین جیسے کھپریل ۱۲ ایضاح ۲ یعنی شیخ امداد علی بحر
مرحوم جو ناسخ مرحوم کے ارشد تلامذہ تھے ۱۲ ایضاح ۳ یہ اشارہ ہے جلال لکھنوی کے اس قول کی طرف کہ تعجب ہے
جو شعرا صحیح کو [illegible] کتب لغت مین بفتح ثابت نہ [illegible] تحفۂ عشق و الم مین پایا ۱۲ ایضاح ۴ محمد خلیل عجیب مازندرانی
نے اپنے قصیدے مین جسکا مطلع یہ ہے سے نو روز خوش و بہار خرم ٭ آمد ز بہشت عدن باہم ٭ یہ شعر کہا ہے سے یا
ساقی فاغتنم براح ٭ ہر موجب تقاضاے موسم ٭ اور ذوق دہلوی نے کہا ہے سے بہار روز عید محرم سے کم نہین ٭ جام
شراب دیدۂ پرنم سے کم نہین ٭ نیا ہرے ٭ کیا اشک لالگون ٭ خزان بہار کے موسم سے کم نہین ۱۲ ایضاح

دو نون مین آگیا ہے البتہ چونکہ لغتہً کسرہ چاہیے فصحاے حال احتیاط رکھتے ہین مشیت بفتح یاے
مشددہ استعمال صحیح ہے نظم اُردو مین کئی جگہ تربت وغیرہ کے قافیون مین آگیا ہے مگر چونکہ
قاعدے کے روسے کسرا چاہیے فصحاے حال احتیاط رکھتے ہین فشا بحرکت دوم شعرا نے
استعمال کیا ہے ۔ ذوق دہلوی سے رات میخانے مین ساقی جو ٹوٹنے مین بھڑکا خس شیشہ
کو لگا کہنے خس جام شراب ۔ رند سے ئے حسن کی کیا ہو مین وہ تر نگین ہ نشے رند نے کیا
اوتارے تمہارے ۔ بعض حضرات جو اسکو بالکل غلط بتاتے ہین صحیح نہین یہ اُردو کا محاورہ
ہے اور بعض حضرات جو یہ کہتے ہین کہ جب ترکیب فارسی نہو تو بالتحریک ہی فصیح ہے یہ بھی
قابل اعتبار نہین شیخ صاحب کے زمانے سے لیکر اجتک جتنے نامی شعرا ہوے ہین اونکے
کلام کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ فارسی مین اسطرح آیا نہین ان لوگون نے بھی احتیاط
کی ہے اور جسطرح فارسی مین مستعمل ہے اوسیطرح یہ لوگ بھی فصیح سمجھے ہین سے بجاے تہ جیسے
ع نے کوئی یار ہے نہ کوئی غمگسار ہے ۔ اکثر فصحانے وجوباً ترک کر دیا ہے وصلت
بجاے وصل بعض شعرانے ترک کر دیا ہے وان ۔ یان وہان یہان کی جگہ محض غیر فصیح ہی
اکثر شعرانے ترک کر دیا ہے چلھا ۔ رکھا ۔ لکھا بہ تشدید کاف فصیح ٹھہرا ہوا ہے سے بیچیے
وبیچیے لیجیے کیجیے کی ایک یے گرانا اور بروزن فعلن استعمال کرنا غیر فصیح ٹھہرا ہوا ہی
جیسے سے ہی چاہا کہ سیر دشت کیجیے ۔ ہے ابر شراب ناب پیجیے بتلانا دکھلانا لام کے
ساتھ بتانا دکھانا کی جگہ غیر فصیح سمجھے جاتے ہین ولا زاہدا ساقیا وغیرہ بالف ندا جو پیشتر
اکثر مستعمل تھے اب غیر فصیح ٹھہرے ہوے ہین اے دل اے زاہد اے ساقی استعمال کرنا
چاہیے سمجھنا اسکے بعض مشتقات مین سے نے علامت فاعل لانا درست ہے ۔ آتش سے

اور بعضون نے بحرکت شین استعمال کیا ہو وہ من قبیل شاذ ہو ۔ ایضاح ہے مگر مین متفق نہین کیونکہ وصل اور وصلت دونون
فصیح معلوم ہوتے ہین وصلت مین کسی قسم کی خرابی نہین پھر ترک کرنے کی کیا وجہ ۔ ایضاح ہے خصوصاً نثر کے متعلق جو
نے تو بالکل ترک کر دیا ہو مولف نے آجتک یہ الفاظ استعمال نہین کیے ابتدا سے انکا تارک ہو ۔ ایضاح ہے بس حتی الوسع بالتشدید
ہی استعمال کرنا چاہیے مگر بضرورت بتخفیف بھی بے تکلف استعمال کر سکتے ہین کیونکہ نثر و نظم دونون کی طرح یہ متروک نہین ہوا ۔ ایضاح
ہے مگر لام کے ساتھ بھی استعمال کرنے مین چندان مضائقہ نہین میر مرحوم نے جنکو متروکات کا بہت خیال تھا لام کے ساتھ استعمال
کیا ہو اور مخالف مصرع اور ہو گرنہ لطف دکھلاو مضامین گریا بکاہ ۔ ایضاح ہے مگر کہلانا لام ہی کے ساتھ فصیح ہو اسکے عوض
کہانا جیسا کہ بعض حضرات نثر مین استعمال کر جاتے ہین محض غیر فصیح ہے ۔ ایضاح

عشق اوس چاہِ زنخدان کا ہوا جسدن سے ؎ مین نے سمجھا کہ تہہ مین دل بیتاب اوترا ؎ ولہ بسکہ تھی اس سے عیان سینۂ عارف کی صفا ؎ چہرۂ یار کو مین نے دلِ روشن سمجھا ؎ مگر بحذف نے فصیح ہے جیسے مین سمجھا ہم سمجھے **احباب اغیار** یہ دونون لفظ خود جمع ہین انکی جمع احبابون اغیارون جو اکثر عوام لکھا کرتے ہین اور بعض شعرا بھی استعمال کر گئے ہین فصحائے حال جائز نہین رکھتے **ہا** علامت جمع ہی جیسے ع داغہاے عشق روشن ہو گئے ؎ حتی الوسع اس سے احتیاط چاہیے اور فصل وغیرہ سے جمعیت ظاہر کرنا چاہیے جیسے ع میرے داغ عشق روشن ہو گئے ؎ **یاے معروف** آخر کلمہ مشدد استعمال کرنا غیر فصیح ہے جیسے ع کہون کیا حال بیتابیِ دل کا ؎ **جان - خون - دین** - اس قسم کی فارسی الفاظ جو محاورہ اردو مین با علان نون بولے جاتے ہین جب انکی ترکیب بطور فارسی نہین رہتی تو بعض شاعر با علان نون ہی استعمال کرتے ہین چنانچہ منیر مرحوم نے کہا ہے ؎ منیر افسردہ ہون پابندی عطف و اضافت سے ؎ وگرنہ لطف دکھلاتا مضامین گریبان کا ؎ چونکہ وہ اعلان کے پابند تھے گریبان بغیر عطف و اضافت نہین لاسکتے تھے کیونکہ نون کا اعلان کرنا پڑتا فصحاے حال اسکا خیال تو رکھتے ہین اور اعلان بہتر سمجھتے ہین مگر چونکہ اس قسم کے سیکڑون الفاظ ہین اور بیشتر اونکے استعمال کی ضرورت پڑتی ہے اعلان کی رعایت سے خواہ مخواہ مضمون کا خون نہین کرتے چنانچہ یہ اشعار حال کے ہین ؎ امیر ؎ کھولے ہوئے جوڑا تجھے ایجان نہین دیکھا ؎ ہم نے کبھی سنبل کو پریشان نہین دیکھا ؎ تسلیم لکھنوی ؎ حسینون مین ابھی چوری گیا دل ؎ مین کسکا نام لون اپنی زبان سے ؎ جلال لکھنوی ؎ جو سینے سے خود ہی نکل آتا ہے تڑپ کر ؎ اوس دل کا نکلتے ہوئے ارمان نہین دیکھا ؎ - داغ ؎ کیا پوچھتے ہو کون ہے یہ کسکی ہے شہرت ؎ کیا تمنے

---

[۱] اصلاح اسرار کے بدلے اسرارون درست نہین ۱۲ ایضاح [۲] اس قید کا فائدہ یہ ہے کہ جب ترکیب فارسی ہو تو اعلان جیسا کہ کلام ذوق دہلوی مین جا بجا ہے جائز نہین جب فارسی ترکیب ہو تو فارسیون کا اتباع چاہیے ورنہ وہ اس قسم کے الفاظ اعلان کے ساتھ نہین باندھتے اور ایک آدھ جگہ جو انکے کلام مین با علان پایا جاتا ہے یا تو وہان کچھ سہو کاتب ہے یا سمجھ کیل شعر ہے فہم ۱۲ ایضاح [۳] بلکہ وہ لوگ جنکو اعلان پر بہت اصرار ہے اونکے دیوان مین بھی بعض جگہ بنون خفیہ مستعمل ہے چنانچہ استادی حضرت شمشاد لکھنوی جنکو متروکات سے نہایت ہی احتیاط ہے اور اعلان کے باب مین بڑی کد رہتی ہے اونکے دیوان خزانۂ خیال مین یہ اشعار موجود ہین ؎ آرزوے وصل ہے اوس شیخ سے بالکل ؎ بوسہ دینے پر بھی جو راضی کسی عنوان نہین ؎ بعد مردن بھی کفن سے ہے لگی قید لباس ؎ ہاے جیتے جی جنون مین دکسی حال مین عریان جھوٹا ؎ ہو لعت بھی وجہ با اعلان نون کا پابند نہین ۱۲ ایضاح

کبھی داغ کا دیوان نہین دیکھا ہو رجو الفاظ ایسے ہین کہ روزمرے مین جیون غنہ بولی جاتے ہین اونکا اعلان مکروہ ہے جیسے عریان وندان آشیان رضوان وغیرہ۔ فارسی لفظ سے واو معروف والف کلمۂ آخر کا گرانا شیخ صاحب ہی کے زمانے سے معیوب سمجھا جاتا ہے جیسے ع پہلو مین دل مرا ہے یا سیماب ع ادا اے یار تیری بھائی ہے ؛ مگر یائے آخر کلمۂ فارسی اکثر شعرا نے گرائی ہے۔ مومن سے خنجر تھی الٰہی یا زبان تھی ؛ خنجر سے زیادہ تر روان تھی۔ ناسخ سے قیس کی قیس جانے مین لیکن ؛ وحشی ہون آدمی کے جنگل کا ؛ ولہ کام خونریزی ہے اوس یوسف بازاری کا ؛ جان بیچے سو کرے قصد خریداری کا ؛ آتش سے شہر مین قافیہ پیمائی بہت کی آتش ؛ اب ارادہ ہے مرا بادیہ پیمائی کا ؛ منیر سے کب دل مرا تقریر سے کھنتا نہین کرتے ؛ ہم اپنی ترشروئی سے چوکا نہین کرتے ؛ امیر سے رسوائی ہوتی تیری ہی اے ترک ہمین کیا ؛ کیون لاش ہماری سر بازار نکالی ولہ حال ہشیاری کا بیداردون سے پوچھو ؛ ہمتو غافل رہے غافل گئے غافل آئے ؛ البتہ اکثر فصحائے حال نے وجوباً ترک کر دیا ہے۔

املائے بعض الفاظ

اژدہام ژے اور چھوٹی ہے سے لکھنا غلط ہے اژدحام زائ تازی وحائے حطی سے لکھنا چاہیے **اکسیر** کو اکثر شے سے لکھنا محض غلط ہے **اوس اودہر** مین متقدمین برابر واو لکھا کرتے تھے مگر متاخرین کبھی واو کو حذف کر کے الف پر پیش دیدیا کرتے ہین مگر میرے نزدیک واو کے ساتھ لکھنا اولے ہے **برات** کو بارات لکھنا صحیح نہین **پاؤن** اسکا املا مختلف فیہ ہے دِلّی والے پانو لکھتے ہین اور ردیف واو مین لاتے ہین اور لکھنو والے پاؤن لکھتے ہین اور ردیف نون مین داخل کرتے ہین اور بعضے پانون بہی لکھتے ہین یعنی الف کے بعد بھی نون لکھتے ہین۔

لہ اور الفاظ ہندیہ سے اسقاط حروف علت معیوب نہین مگر بعض شعرا لفظ ہندی سے بہی الف نہین گرا اور بعضے لفظ کا کو مستثنے کر لیتے ہین باقی الفاظ سے نہین گراتے مگر مجھے سخت تعجب ہو کہ یہ حضرات اسقاط الف سے تو احتیاط کرتے ہین مگر یے اور واو کو مجہول ہون یا معروف بے کھٹکے گرا دیتے ہین اگر نہ گرائیں تو حروف علت مین سے کسی کو نہ گرائین الف کی تخصیص چہ معنی دارد۔ بہرکیف مولف الفاظ ہندیہ سے حرف علت الف ہو یا واو یے گرانا جائز رکھتا ہے۔ ہان جہان کہین انکے گرانے سے نظم مین ثقل پیدا ہو جاتا ہو وہان گرانا معیوب سمجھتا ہو۔ یفضاح

سلہ مولف بہی نہین گراتا بلکہ اکثر دیکھا کہ جہان کہیں فارسی لفظ سے یے گرائی لوگ حرف اضافت سمجھ گئے بلکہ غلطی سے مجہول کرنے لگے۔ ایفنا

تپ بخار کے معنون مین پے سے مہند ہے فارسی مین تب بروزن لب باے تازی ہے جہان ترکیب فارسی ہو وہان باے تازی سے لکھنا چاہیے **تغمہ** غلط ہے تمغا چاہیے **توتیا** اور **تلاطم** کو طوطیا اور طلاطم طوے سے لکھنا غلط ہے **ٹھنڈھا** دال ہندی مخلوط الہا سے لکھنا صحیح نہین ٹھنڈا بغیر ہاے مخلوط چاہیے دال ہندی کی ردیف مین آتش نے کہا ہے ؎ مرے سکے کی زمستان مین مجکو ایذا ٹھنڈ لیٹ کے سوئے گا وہ گل رہیگی تنہا ٹھنڈ۔ **خرد خرسند خرم** مین واؤ لکھنا درست نہین **داوات** دال کے بعد الف غلط ہے دوات بروزن نبات صحیح ہے **دہوکھا** کاف مخلوط الہا کے ساتھ غلط ہے دہوکا بغیر ہاے مخلوط صیح ہے **ڈانکا** عوام نون سے لکھتے ہین اور سحر مرحوم نے بھی خندان کا افشان کا کی زمین مین یہ شعر لکھا ہے ؎ جلا کر ٹھوکرون سے نقد دل مردون کے لیتے ہین ؎ سحر شہر خموشان مین بھی اب پڑنے لگا ڈانکا ؎ مگر ڈاکو مین نون نہونا ڈاکے کے بے نون ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اسکے علاوہ نون جمہور شعرا کے خلاف ہے واجد علی شاہ کے زمانے مین اس لفظ کی بحث آپڑی تھی قلق برق قبول طور اسیر ایسے نامی شعرا موجود تھے سب نے اتفاق کیا کہ اسکو بے نون لکھنا چاہیے **ڈوپٹا** دال ہندی سے غلط ہے دوپٹا دال فارسی سے لکھنا چاہیے **دوکان** واو کے ساتھ غلط ہے دُکان بغیر واو مع تشدید کاف صحیح ہے اور بالتخفیف بھی جائز ہے **دونون** کے بدلے دونو بغیر نون صحیح نہین **ذرا** بمعنی اندک دال سے لکھنا چاہیے نہ زراے ہوز سے **سوںچ** کو متقدمین نون سے لکھا کرتے تھے ایک آدہ جگہ جو نچ کے قافیہ مین بھی نظر سے گذرا ہے مگر فی زماننا اکثر سوچ بغیر نون لکھتے ہین **طیار** کو کوئی طاے حطی سے لکھتا ہے اور کوئی تاے قرقانی سے مگر طو کو ترجیح ہے **عاشورہ** بہاے مختفیہ غلط ہے عاشورا الف کے ساتھ چاہیے **عندلیپ** پے سے غلط ہے عندلیب باے

ؔ۱ مؤید الفضلا مین لکھا ہے کہ تب علتی ست معروف کہ بتازی حمی خوانند و باے فارسی غلط ست ۱۲ ایضاح
ؔ۲ کیونکہ شعرا نے اسکو بادردن وغیرہ کے قافیہ کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ اور اسکے اخوات یعنی تینون چارون وغیرہ مین بھی نون ہے ۱۲ ایضاح
ؔ۳ گو تعجب ہے کہ جناب جلال لکھنوی نے سرمایہ زبان اُردو مین ذال کی تغلیط اور زاے ہوز کی تصحیح کی ہے اور وجہ یہ لکھی ہے کہ ذال معجمہ کا وجود جب فارسی مین بعض محققین کے نزدیک نہین ہے تو کلمات ہندیہ مین کیونکر مسلم رکھا جائے مین کہتا ہون کہ یہ لفظ ہندی الاصل نہین بلکہ مہند ہے اسکی اصل ذرہ ہے راے مشددہ کو مخفف کرکے ہاے مختفیہ کو الف سے بدل دیا ہے مہند الفاظ مین تو حروف عربیہ کے ہونے سے کسی کو انکار نہین ۱۲ ایضاح۔

تازی سے چاہیے **عید الضحےٰ** غلط ہے عید اضحیٰ چاہیے **کھاری** کی یے اصلی ہے مذکر اور مونث
دونون کے ساتھ یہ لفظ یکسان مستعمل ہوتا ہے جیسے کھاری کنوان کھاری پانی کھاری شے مگر
بعض لوگ غلطی سے مذکر کے ساتھ کھارا استعمال کرجاتے ہین جیسے کھارا کنوان کھارا پانی
کُل کو اکثر حضرات کلہ بلام مخلوط الہا لکھتے ہین یہ غلط ہے بغیر ہاے مخلوطہ صحیح ہے **کلیجہ** بہاے
ہوز غلط ہے کلیجا الف سے لکھنا چاہیے **گزارش** اور **گزر** کو زاے ہوز سے لکھنا اولے ہے
بلکہ بعضون کے نزدیک ذال سے لکھنا درست ہی نہین **لاچار** غلط ہے ناچار چاہیے۔
نگہت گاف سے غلط ہے کاف تازی سے چاہیے **ہَرَج** بمعنی معروف بعضون کے
نزدیک بہاے ہوز و سکون راے مہملہ غلط ہے حَرَج بجاے حطی و فتح راے مہملہ چاہیے مگر میرے
نزدیک اُردو مین جہان فارسی ترکیب نہو ہرج کچہ مضائقہ نہین **ہونٹ** کے آخر مین
متقدمین ہاے مخلوط التلفظ بھی لکھا کرتے تھے اور ناسخ وغیرہ یہ لفظ ردیف ہا مین لاے ہین[1]
مگر فی زماننا بعضے بغیر ہاے مخلوطہ لکھتے ہین **یونہین** اسکے املا مین اختلاف ہے کہ واو کے
بعد نون چاہیے یا نہین مگر تحقیق یہ ہے کہ لکھنا چاہیے کیونکہ یہ لفظ مرکب ہے پہلا جزو یون ہے
اور لہجہ مین بھی نون باقی رہتا ہے پھر نہ لکھنے کی کوئی وجہ نہین اور بعض حضرات جو یونہی لکھتے
ہین یعنی آخر مین نون نہین لکھتے صحیح نہین[2]۔ ذوق دہلوی ؎ مین ہجر مین مرنے کے قرین
ہو ہی چکا تھا ‖ تم وقت پہ آپہونچے نہین ہو ہی چکا تھا ‖ جو کچہ کہ ہوا ہے سو وہ کسطرح نہوتا ‖ کہ
علم ازلی ذوق یونہین ہو ہی چکا تھا۔ داغ دہلوی ؎ زاہد مری تقدیر مین وہ دشمن
دین تھا ‖ مجبور ہون اللہ کو منظور یونہین تھا۔

---

[1] سخت تعجب ہے کہ جناب جلال نے اپنے لغت مین لکھا ہے کہ اس لفظ کے آخر مین جو بعضے ہاے مخلوط التلفظ
بڑہا کر ہونٹھ بولتے ہین اور لکھتے ہین مؤلف ہیچمدان کے نزدیک نادرست ہے مین کہتا ہون کہ جب ناسخ وغیرہ نے
استعمال کیا ہے اور آجتک اہل زبان ہونٹھ بولتے ہین تو نادرست کیون ہونے لگا اور سب سے زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ
پیٹ بیاے مجہول کو بمعنی شکم اور پیٹ بیاے معروف کو بمعنی پشت لکھا ہے حالانکہ پشت کی ہندی پیٹھ بہاے مخلوطہ
ہے پیٹ بروزن میٹ کوئی نہین بولتا ۔ ایضاً [2] کیونکہ لہجہ مین بھی نون ہے اور اساتذہ نے بھی زمین وغیرہ کے
قافیہ مین استعمال کیا ہے اور آجتک کسی محقق اہل زبان نے ابھی کسی کے قافیہ مین یونہی استعمال نہین کیا اور بعضون کا جو یہ
خیال ہے کہ کلمہ حصر ہی ہے نہین یہ محض غلط ہے نہین تہین مین تو بالاتفاق نون ہے ان دونون لفظون کا جزو اول ہم
اور تم ہے اور انکے آخر کلمہ حصر ہے پس جب تم مین کو بھی کلمہ حصر کہیے یا یہ کہیے کہ جو کلمہ حصر ہے کبھی اسکے بعد نون زیادہ کرتے ہین بعضے

تذکیر و تانیث[1]

کئی رسالے اس بحث میں تالیف ہو چکے ہیں ہم اس جگہ ایسے ضروری الفاظ لکھتے ہیں کہ اکثر لوگ واقف نہیں **آب** چمک کے معنوں میں جیسے آبِ تیغ گہر آبِ آہن مؤنث ہے اور بعضوں نے جو مذکر استعمال کیا ہے وہ جمہور شعرا کے خلاف ہے ہان جہان پانی کی رعایت رکھی گئی ہو وہان مذکر بھی استعمال کرنا درست ہے۔ ناسخ ؎ زیادہ آب بقا سے بھی آب آہن تھا۔ بحر ؎ جبکہ سمجھے زندگی مرنا بہ شمشیر یار؛ اپنے حق میں آبِ حیوان آبِ آہن ہو گیا؛ **آغوش** مذکر و مونث دونون طرح بندھا ہے مگر اکثر فصحاے حال مذکر ہی استعمال کرتے ہین **بلبل** مشترک ہے مگر اکثر فصحا مؤنث ہی استعمال کرتے ہین **ترشح** مذکر مونث دونون طرح بندھا ہے مگر فی زمانہ مذکر ہی مستعمل ہے **تمکین** آتش نے مذکر استعمال کیا ہے ع کوہ سے اے نازنین بھاری ترا تمکین ہوا؛ فصحاے حال مونث استعمال کرتے ہین۔ داغ ؎ بجا ہے عشق مین بے صبر مین ہون؛ رہیگی آپکی تمکین کہانتک **خراش** بیشتر مذکر بھی مستعمل ہوا ہے۔ نسیم ؎ بیانتک اوج جنون مین مجھے کمال ہوا؛ خراش ناخن دیوانگی ہلال ہوا۔ **ولہ** خراش زخم سینہ مدتون کا دور کرتا ہون؛ لپٹ جاتا ہون جب سینے سے زلفِ مشکبو ہو کر۔ تسلیم ؎ خراشِ جگر دشمنِ جان ہوا؛ غم عشق کا دل پر احسان ہوا۔ مگر اکثر فصحاے حال مونث ہی کے قائل ہین **طرز** پیشتر مشترک تھا بلکہ مذکر زیادہ فصیح تھا اب مؤنث فصیح ہے بلکہ اکثر خواص مونث ہی استعمال کرتے ہین **طوطی** جلال مفید الشعرا مین لکھتے ہین۔

---

[1] یہ وہ بحث ہے کہ ابتدا سے آجتک اختلاف چلا آتا ہے حال مین مولف نے طعن اور رد ابطال کے باب مین شعراے لکھنؤ سے استفسار کیا بہت سے نامی شعرا نے انکو مذکر کہا اور بہت سے اہل زبان نے مونث فرمایا بات یہ ہے کہ جو لفظ نظم مین بہت کم مستعمل ہوتا ہے اوسمین اختلاف ہو ہی جاتا ہے " ایضاح ؏ جیسے مفید الشعرا رشحات صغیر دو پیکر دستور لعمل آرمغان انمین سے مفید الشعرا جناب جلال کی تالیفات سے ہے جسکا نام پہلے کار آمد شعرا تھا یہ رسالہ باعتبار حجم اگرچہ چھوٹا ہے اور سند کے اشعار بھی بہت کم ہین مگر الفاظ اسمین اور سب رسالون سے کہین زیادہ ہین۔ چونکہ اسکا مولف نامی استاد لکھنؤ سے ہے اور زبان حال لکھی ہے اگرچہ بعض جگہ بمقتضاے بشریت فاحش لغزش بھی ہے مگر پھر بھی اسکو ترجیح ہے کیونکہ دوسرے رسالونکی بنا صرف متبع پر ہے زبان قدیم و جدید و شاذ وغیرہ کی کیفیت اونسے ظاہر نہین ہوتی رشحات صغیر مین البتہ اسکی کوشش کی گئی ہے مگر وہ بات جو مفید الشعرا مین ہے اوسمین نہین اور اگر سند کے اعتبار سے دیکھیے تو انمین ہر ایک رسالہ قابل قدر ہے بلکہ رشحات کو سند کے سبب پر ترجیح ہے " ایضاح ؏ اور بعضونکی یہ رائے ہے کہ آب گہر کو تو ہر جگہ مونث باندھنا چاہیے اور آب آہن مین اختیار ہے مگر مونث استعمال کرنا اولے ہے " ایضاح

کرکنایۃً خاص کے مقام پر مذکر ہے جیسے شعر ہے شیشۂ سبز گرم قلقل ؛ طوطی مستونکا بولتا ہے
اور جہان پرندہ معروف مراد ہوتا ہے وہان مونث استعمال پاتا ہے - بحر شعر آئینہ ہوتا ہے منہ
دیکھکے پانی پانی ؛ طوطیان ہوتی ہین سنکر تری گفتار سفید - رشک شعر طوطی سبزۂ خط صاف
ہی کہتی ہے ؛ ہین وہی آئینۂ عارض جانان ابتک ؛ مگر یہ تحقیق جمہور شعرا کے خلاف ہے لکھنؤ
مین بہت ہی کم لوگ مونث بولتے ہین اور اشعار مین بیشتر مذکر ہی بندھا ہے - آتش شعر چلیگا کلک
کیا طوطی کریگا کیا سخن سازی ؛ تری رفتار بہتر ہے تری گفتار بہتر ہے - وزیر شعر صاف
بندش ایسی ہی ہر بیت آئینہ بنی ؛ دیکھتے ہی اوسکو گویا طوطی مضمون ہوا - بحر شعر سحر کی
باتین ہین غنچہ سا دہن گل ہوگیا ؛ طوطی روی مخطط صاف بلبل ہوگیا ولہ آگے آئینہ کے
طوطی بولتے ہین کسطرح ؛ بھول جاتے ہین ترا منہ دیکھکر تقریر ہم - قلق شعر گر نہوتا حیرتی رنگین
بیانی کا تری ؛ طوطی خط ڈھنگ اوڑالیتا لب تقریر کا ولہ ؛ گویا ہو سکا طوطی خط سبز ہی ابتک
اسی منہ پر ہے دعوے آپکو معجز بیانی کا **قامت** اکثر فصحاے حال مونث ہی استعمال
کرتے ہین **کف** اکثر فصحاے حال مونث ہی باندھتے ہین کف[1] پا ہو یا کف دست **معراج**
ناسخ نے مذکر استعمال ہے ع عزیز و گر نہین معراج ممکن عرش اعظم کا + مگر اکثر فصحاے حال
مونث ہی استعمال کرتے ہین **معدن** شیخصاحب کے اس مصرع سے تذکیر ثابت ہوتی ہے
ع دیکھنا لعل بدخشان کا ہے معدن آب مین - لیکن اور مقام سے تانیث پائی جاتی ہے ناسخ ع
ایکدن آجاے گر ہیرے کی معدن زیر پا - رشک ع تجکو گنے کے لیے ہیرے کی معدن چاہیے
قلق ع مدفن کو اپنے ہیرے کی معدن بنائینگے فی الحال اکثر خواص مونث ہی استعمال کرتے ہین
نقاب مشترک ہے مگر تانیث زیادہ فصیح ہے اکثر خواص مونث ہی استعمال کرتے ہین فائدہ
کبھی لفظ تذکیر و تانیث مین مبتدا یا خبر کا تابع ہوجاتا ہے - نسیم شعر کم نہین وحشت مین بھی رتبہ
مری توقیر کا + پاؤن میرا مردمک ہے دیدۂ زنجیر کا - ناسخ شعر ہجر مین ہر شعلۂ شمس مجھے
ہوگیا ہے خدنگ سونے کا - برق ع قمری ہون سرو باغ علی کبیر کا - مگر یہ تبعیت اپنے موقع
محل پر موقوف ہے عموماً جائز نہین فائدہ جب فعل کا فاعل مصدر مرکب ہوتا ہے تو محاورہ لکھنؤ کے

---

[1] یعنی جہان مشہور ہونے کے معنون مین مستعمل ہو جیسے فلان کا طوطی بولتا ہے یعنی اوسکا ہر طرف شہرہ ہے
۱۲ ایضاح [2] تشریح اسکی یہ کہ بعضون نے کف پا اور کف دست مین فرق کیا ہے اور ایک کو مذکر اور
دوسرے کو مونث ٹھہرایا ہے ۱۲ ایضاح

موافق وہ فعل تانیث وغیرہ مین اوس اسم کا تابع ہو جاتا ہے جو مصدر کے ساتھہ مرکب ہوا ہے اور مصدر کی علامت جو نا ہے اوسمین کچہ تغیر نہین ہوتا جیسے[۱] خط لکہنا تہا چند شعر کہنا پڑے قیمت دینا ہو گی منتین کرنا پڑین۔ ظفر مرحوم ؎ بت پرستی ہی مین گر عمر بسر کرنا تہی ٭ نام اسلام کیا آپ نے بدنام عبث ٭ اور کبہی مصدر کا لحاظ کر کے فعل کو بہی واحد مذکر استعمال کرتے ہین جیسے کو بات کرنا نہین آنے کی جگہ کو بات کرنا نہین آتا۔ مگر دلی والے فعل اور مصدر دونون کو اوس اسم کا جو مصدر کے ساتھہ ملا ہے اور حقیقت مین اوسکا مفعول ہے تابع کرتے ہین اور یون بولتے ہین قیمت دینی ہو گی منتین کرنی پڑین۔ شعرائے لکھنؤ نے اکثر بیان پر دہلی کی تقلید کی ہے اور مفعول کی تانیث و تذکیر کا اعتبار کر کے مصدر کی علامت مین تغیر و تبدل کیا ہے۔ ناسخ ؎ میرے زخمون کو اگر ٹانکے لگانے ہین تجھے ٭ پہلے لا جراح ڈورا یار کی تلوار کا۔ بحر ؎ تہی امید دریائے شہادت پیر نکلین گے ٭ خدا کو آبرو رکہنی تہی بیڑا پار ہونا تہا۔ امیر ؎ واماندگی سے جانسکے کاروان تلک ٭ کہانی تہین ٹھوکرین جو مقدر مین رہ گئے۔ تسلیم ؎ مرے پہلو سے وہ کیونکر نجانے پاس غیرون کے ٭ کسی جا عید ہونی تہی کہین کہرام ہونا تہا۔

ایطا

عروضیون نے لکہا ہے کہ ایطا تکرار قافیہ لفظاً و معنیً کو کہتے ہین۔ اگر کہلی کہلی تکرار نہو تو خفی ہے ورنہ جلی ہے پہلے کی مثال آب و گلاب و دانا بینا اور دوسرے کی مثال آنکہین نظرین جلا سنا وغیرہ دی ہے اول کو جائز رکہتے ہین اور دوسرے کو ناجائز کہتے ہین۔ اب مین کہتا ہون کہ اس تعریف و مثال مین کئی خدشات ہین **اول** یہ کہ تعریف مجہول ہے خفا اور عدم خفا کی تحدید نہو ئی ایک ہی لفظ مین بعضون کے نزدیک ایطائے خفی ہو سکتا ہے اور بعضون کے نزدیک جلی چنانچہ خندان گریان مین کسی نے ایطائے خفی لکہا ہے اور کسی نے ایطائے جلی ٹھہرایا ہے **دوسرے** یہ کہ دانا بینا مین ایطائے خفی کہتے ہین جلا سنا نے کیا قصور کیا ہے کہ جلی قرار دیتے ہین **تیسرے** یہ کہ آب و گلاب کو ایطا مین شامل کرنا ہی عبث ہے اسلیے کہ اختلاف

---

[۱] خط لکہنا تہا اس جملہ مین تہا فعل ہے اور خط لکہنا جو مصدر مرکب ہے اوسکا فاعل ہے اسیطرح چند شعر کہنا پڑے مین پڑے فعل اور چند شعر کہنا مصدر مرکب فاعل ہے اور قیمت دینا ہو گی مین قیمت دینا فاعل ہے اور ہو گی فعل ہے اور منتین کرنا پڑین مین منتین کرنا مصدر مرکب فاعل ہے اور پڑین فعل ہے اور ان جملون مین مبتدا و خبر کی بہی ترکیب ہو سکتی ہے یعنی یون کہین کہ خط مبتدا ہے اور لکہنا تہا خبر چند شعر مبتدا کہنا پڑے خبر و قس علیٰ ہذا ۱۲ ایضاح

علیہ سے معنے مختلف ہو گئے چوتھے یہ کہ اگر یہ مثالیں صحیح رکھی جائیں تو بہت سے مستند
شعرا کے کلام نادرست ہو جائینگے۔ مومن ؎ پھر دل میں مرے لگی ہے آتش ؛ نالے سے
برس رہی ہے آتش ولہ اور جو یہ راز نہانی نہ کھلا ؛ جیتے جی جی میں یہ ارمان رہا ناسخ ؎
جب وادی وحشت میں گذر میرا ہوا ہے ؛ ہر ایک بگولا پے تعظیم اوٹھا ہے۔ آتش ؎
ہستی کو مثل نقش کف پا مٹا چلے ؛ عاشق نقاب شاہد مقصود اوٹھا چلے۔ نسیم لکھنوی ؎
آتش کدہ پریوں نے بنا کر ؛ پھینکا اوسے پھول سا اوٹھا کر۔ سحر ؎ جگناتھ نے آکے کلمہ پڑہا
مسلمان جیکب فرنگی ہوا۔ بحر ؎ دو پٹا وہ گلنار و کھلا گئے ؛ ہونے سر سے پیر آگ بھڑکا گئے
قلق ؎ چوڑیوں کو نہ تم بڑہا رکھنا ؛ مہندی ہرگز نہ تم اوٹھا رکھنا۔ امیر ؎ تہنیت عدنے
جلا کے سنائی کیسی ؛ ہاں میں ہاں کوند کے بجلی نے ملائی کیسی۔ تسلیم ؎ دونوں کو ہٹ ہے
نئی دیکھیے کیسی ٹھہرے ؛ کون ناکام رہے کسکی تمنا نکلے۔ جلال ؎ پہلو میں کسکو بزم میں وشمن
بٹھا لیا ؛ کیوں رلے اجل ہمیں نہ جہان سے اوٹھا لیا۔ داغ دہلوی ؎ سبق ایسا پڑہا دیا
تونے ؛ دل سے سب کچھ بھلا دیا تونے۔ شمشاد لکھنوی ؎ وہ مرا دل دکھا نہیں سکتے ؛
عرش اعظم ہلا نہیں سکتے۔ یہ چند شعر مثال کے لیے انتخاب کیے گئے ورنہ اس قسم کے سیکڑوں
شعر اساتذہ کے دیوان میں موجود ہیں اِن سب پر ایطاے جلی کا عیب لگانا اور قافیہ
نادرست بتانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے قاعدہ جمہور فصحا کے کلام کا تابع ہوتا ہے نہ یہ کہ کلام جمہور
قاعدے کا پابند ہوتا ہے۔ اب میں ایطا اور اوسکی دونوں قسموں کے جامع و مانع تعریف
کرتا ہوں کہ قافیہ کا بعینہ لفظاً و معنیً مکرر لانا ایطا ہے اگر ایسے زوائد قافیے ٹھہرائے جائیں
جو اپنی اصلی حالت پر نہ رہے ہوں جیسے رنجور[1] مزدور نامہ[2] ساوا یا الف[3] فاعل یا تای مصدری
یا شین مصدری ہوں جیسے دانا بینا و شجاعت سخاوت[4] وش و سازش یا انکے حذف کے
بعد اکثر[5] مزید علیہ بمعنی ہو جاتے ہوں جیسے ادہر اودہر جدہر کدہر جہان کہاں وہاں یہاں

[1] رنجور و مزدور میں واو اپنی اصلی حالت پر نہیں رہا واو اصل میں متحرک تھا یہاں ساکن ہے ۱۲ ایضاح
[2] نامہ ساوا اصل میں نامہ سادہ تھا ہاے ہوز الف سے بدل گئی ہے ۱۲ ایضاح [3] صرف الف فاعل ہو
یا اوسکے بعد نون بھی ہو جیسے خندان گریان ۱۲ ایضاح [5] اکثر کی قید اسلیے ہے کہ متحرک الاوسط جو حالت
جمع میں ساکن الاوسط ہو جاتے ہیں وہ بعد حذف علامت جمع کبھی بمعنے ہی ہو جاتے ہیں جیسے نظرین
بسکون ثانی مگر اکثر بامعنے رہتے ہیں اسیطرح ین کا بھی مزید علیہ کبھی بے معنے ہو جاتا ہے
جیسے لڑکین بچپن ۱۲ ایضاح

اس جس کس ان جن کن۔ یا حروف علت علامت افعال ہندی متصل بحرف اصلی ہون جیسے سنا رہا۔ سنور رہو۔ بنے رہے وغیرہ توان سب صورتون مین ایطائے خفی ہے ورنہ جلی ہے جیسے ہنرور۔ سخنور۔ ستمگر۔ فسونگر۔ عقلمند۔ دردمند۔ باغہا۔ غنچہ ہا۔ محبوبان معشوقان۔ آنکھین نظرین جلتے بُھنتے وغیرہ۔ دانا در دا مین ایطا نہین کیونکہ الف زائد تو ہین مگر معنی مختلف ہین ایک جگہ الف فاعل ہے اور دوسری جگہ الف ندبہ ہے اسیطرح بتان ہڈیان مین بھی ایطا[1] نہین گو دونون جگہ جمع کے الف و نون ہین مگر ایک جگہ جمع فارسی ہین اور دوسری جگہ جمع ہندی ہے۔ قلق مرحوم[2] زائل نہین ہوئی تبِ عشقِ بتان ہنوز ؎ جھلکتی ہین سوزِ غم سے مری ہڈیان ہنوز۔ اسیطرح ان اشعار مین بھی ایطا نہین۔ وزیر[3] مین سراپا مظہرِ اسم خدا ہو اللہ ہون ؎ ہم صفیر و اس چمن مین مرغ بسم اللہ ہون۔ بحر[4] بحر درویشی طریقہ سے رسول اللہ کا ؎ باندھیے تسمہ کمر مین مدبسم اللہ کا۔ کیونکہ بوجہ اختلاف علمیت معنی مین تکرار نرہی۔ جب تمکو ایطا کی دونون قسمون مین اچھی طرح فرق معلوم ہوگیا تو یہ بھی جاننا چاہیے کہ اکثر فصحائے حال رنجور و مزدور۔ دانا بینا۔ خندان گریان شجاعت سخاوت کاوش نازش سازش جن کن ان[5] کے ایسے ایطائے خفی کو استعمال کرتے ہین اور اون حروف علت کو ہندی مین بھی روا رکھتے ہین جنکے بعد حرف وصل و خروج ہون جیسے ملا[6] یا سنا یا وغیرہ یا ایسی علامت فعل ہو جنکے حذف کرنے سے اوس فعل کا صیغہ امر نہو سکے جیسے دکھا بجھا نہین سے جب الف حذف کر دینگے دکھہ بجھہ رہجائینگے سنا مٹا کے ایسے قافیون سے احتیاط[7] رکھتے ہین۔ باقی رہے ادہر ادہر جدہر کدہر مرا ترا وغیرہ کے ایسے قافیے انکو بھی اکثر استعمال نہین کرتے۔ اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اکثر عروض والون نے لکھا ہے کہ غزل اور قصیدے کے دوسرے تیسرے شعر مین وہی اوپر والا قافیہ مکرر لانا درست نہین مگر یہ قاعدہ فارسی مین مسلم رہا اور نہ اردو مین حافظ شیرازی کی ہاروت ماروت والی غزل اور عرفی وغیرہ کے

[1] بتان اور ہڈیان کے ایسے قافیے سے جسمین بظاہر ایطا ہو اور دونون قافیون مین نازک فرق ہو احتیاط چاہیے ۱۲ ایضاح [2] امیر[3] سنگدل جگر مرے ساتھ یہ کاوش کب تک ؎ میری سوزش کے لیے غیر سے نازش کب تک ۱۲ ایضاح [4] جلال لکھنوی سے ہوئے ہین عاشق بھی کن گلون کے کہ خود ہی شاکی ہین جن گلون کے ؎ نہین ہے وحدون مین ان گلون کے وفا کی بو اعتبار کا رنگ ۱۲ ایضاح [5] ملا یا اور سنا یا مین الف اول اگرچہ علامت ہے اصلی نہین مگر یہان روی قرار دیا گیا ہے اور ی وصل اور الف آخر خروج ۱۲ ایضاح۔

قصیدے دیکھ لو ہرگز اس قاعدے کی پابندی نہین کی ہے بہرکیف اردو مین اگر مطلع تکرار جلی سے محفوظ ہے تو بقیہ اشعار مین تکرار کچھ مضایقہ نہین۔ نسیم دہلوی ؎ نہین شکوہ جدا ہے گو کہ ہر پارہ مرے دل کا ؛ کیا صانع نے دو ٹکڑے ازل سے لفظ قاتل کا۔ وزیر ؎ اشتعال آتش غم سے ہین داغ تن چراغ ؛ چار دیوار عناصر مین ہین یار روشن چراغ ؛ رشک ؎ مجھے محروم رکھا فیض تقریر و تبسم سے ؛ اسی کا اے لب و دندانِ جانان شکوہ ہے تمسے ؛ ان مطلعون کے باقی اشعار کے قوافی قاتل روشن تم واقع ہوے ہین۔

فوائد متفرقہ

فائدہ ہاے مختفیہ کے بعد اگر کوئی حرف[۱] معنوی نہو[۲] تو اوس ہے کو الف سے بدلنا جائز ہے ناسخ ؎ گھر مرا فرقت مین سونا ہو گیا ؛ گنج مدفن کا نمونا ہو گیا ؛ لیکن یہ تبدیل اوسوقت درست ہے کہ فارسی ترکیب نہو ورنہ درست نہین جیسے نوک خامہ سواد نامہ نوک خاما سواد ناما لکھنا غلط ہے ہان اگر ایسا مرکب ہو کہ اوسکے دونون جزو ملکر بمنزلۂ کلمۂ واحد ہو گئے ہون تو کچھ مضائقہ نہین جیسے میخانا ہمسایا **فائدہ** معطوف علیہ یا معطوف اگر لفظ ہندی ہو تو حرف عطف واو لانا درست نہین رات و دن کہنا غلط ہے رات دن یا رات اور دن کہنا چاہیے **فائدہ** عین کا تقطیع سے گرانا جیسے ع ہم عندلیب ہین گلزار عشق جانان کے ع اب عاجز ہو گئے ہم تجسے اے دل ؛ سخت عیب سمجھا جاتا[۳] ہے **فائدہ** بعض حضرات اس قسم کی ترکیبونکو غلط بتاتے ہین سیکڑون تصویر ہزارون تمنا۔ لاکھ آدمی آیا۔ آنکھون کی تپلی۔ فرماتے ہین کہ سیکڑون ہزارون جمع ہے۔ تصویر تمنا واحد۔ لاکھ معنیً جمع۔ آدمی مفرد۔ آنکھون جمع تپلی مفرد۔ یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے سیکڑون تصویرین۔ ہزارون تمنائین۔ لاکھ آدمی آئے۔ آنکھون کی تپلیان کہنا چاہیے مگر یہ نہین جانتے کہ تصویر وغیرہ اسم جنس ہے اسکا اطلاق واحد اور جمع دونون

---

[۱] حرف معنوی جیسے مین کے سے وغیرہ ۱۲ ایضاح [۲] اور اگر اوسکے بعد حرف معنوی رہتا ہو تو اوس ہے کو یے سے بدل دیتے ہین جیسے پروانے سے شانے سے مگر یہ تبدیل اوسوقت ہے کہ فارسی ترکیب نہو ذوق کا جو یہ شعر ہے خلاف قاعدہ ہے ؎ کوسون کیا تنگی زمانے کو ؛ کہ نہین جا ہے سر اوٹھانے کو۔ بوجہ اضافت فارسی زمانے کی ہے کی تبدیل درست نہین ۱۲ ایضاح [۳] بلکہ عیب کیا غلطی فاحش سمجھی جاتی ہے مگر میرے نزدیک یاے معروف کلمہ فارسی کے اسقاط سے اسکا سقوط زیادہ معیوب نہین بلکہ بعد تامل ظاہر ہوتا ہے کہ اسکے گرانے سے فصاحت مین کچھ دہبا نہین لگتا فصیحون نے جابجا عین تقطیع سے گرایا ہے خصوصا متاخرین کے کلام مین بہت ہے لغت بہار عجم سے بھی اسکا گرانا جائز نکلتا ہے ۱۲ ایضاح۔

ہو سکتا ہے۔ چونکہ انمین معنیٰ جمعیت بھی پائی جاتی ہے انکی ترکیب اون الفاظ سے درست ہی
اساتذہ کے کلام اس قسم کی ترکیبون سے مالامال ہین۔ ناسخ ؎ تھی نہ امید رہائی کی دل
ناسخ کو ؛ لاکھ زنجیر ترے گیسوے خمدار کی تھی۔ آتش ؎ مشق ناوک فگنی کرتا تھا جب وہ
شمع رو ؛ سیکڑون ہی تو دہ خاکستر پروانہ تھا۔ تسلیم لکھنوی ؎ خال و مژگان کے عشق
سے دل مین یہ سیکڑون داغ لاکھون روزن تھا۔ جلال لکھنوی ؎ نظر آتے نہین
مجکو وہ دس منزل مین رہتے ہین ؛ مری آنکھون کی تپلی مین نگہ مین تل مین رہتے ہین ؛
مگر ہمین کوئی شک نہین کہ ایسی صورتون مین جمع فصیح ہے **فائدہ** معشوق کو جو رنگ
گل وغیرت ماہ وغیرہ سے تعبیر کرتے ہین اور اوس یا وہ وغیرہ نہین لاتے تو کلام بالکل
غیر فصیح ہو جاتا ہے جیسے ع محبت ہو گئی اب رنگ گل سے ع جو گھر سے اپنے رنگ
ماہ نکلے ۔ یون کہنا چاہیے ع محبت ہو گئی اوس رنگ گل سے ع جو گھر سے میرا رنگ
ماہ نکلے **فائدہ** لفظ ہر کو جمع کے ساتھ اہل زبان استعمال نہین کرتے جیسے ہر علما نے کہا
ہر عالم کہتے ہین۔ بلکہ یون کہنا چاہیے ہر عالم نے کہا ہر عالم کہتا ہے ہمین اکثر باہر والے
لغزش کہا جاتے ہین **فائدہ** لانا جو مصدر متعدی ہے اسکے مشتقات کے استعمال مین
باہر والے جو اہل زبان یا کامل زباندان نہین اکثر فاحش غلطی کر جاتے ہین اور یون بولتے
ہین مین نے یہ رسالہ لایا تمنے یہ کتابین لائین حالانکہ یون چاہیے مین یہ رسالہ لایا تم یہ کتابین
لائے۔ اس متعدی کا استعمال فعل لازم کی طرح ہے نہ تو فاعل کے ساتھ لفظ نے لانا چاہیے
اور نہ فعل کو تانیث و تذکیر و وحدت و جمع مین مفعول کا تابع کرنا چاہیے یہان فعل فاعل کا
تابع ہوتا ہے مرد کہیگا مین کتاب لایا عورت کہے گی مین کتاب لائی اس متعدی کا
حال اور افعال متعدیہ کیطرح نہین ہے **فائدہ** معروف و مجہول کا قافیہ کلام اساتذہ
مین بہت آگیا ہے۔ ناسخ ؎ مائل سُو سجود یہ تیرے حضور ہے ؛ سر میرا ورنہ یار بہت
پر غرور ہے ؛ مجکو ترا رہے جب ہم آغوشی کا خیال ؛ وا میرے اشتیاق مین آغوش گور ہو
نسیم دہلوی ؎ سنگ تربت لال ہے میرے تن محرور کا ؛ پھول کھلا تا نہین گرکر چراغ
گور کا ۔ مگر فی الحال قافیہ معروف و مجہول سے فصحا بہت احتیاط رکھتے ہین کیونکہ اس قسم کے قوافی
نہایت ہی بُرے معلوم ہوتے ہین **فائدہ** رَوِی متحرک ہو جانے کی صورت مین توجیہ
یعنی حرکت ماقبل روی کا اختلاف اگرچہ جائز ہے مُردہ کا قافیہ پردہ چلے کا قافیہ کھلے

استعمال کر سکتے ہین مگر خلاف فصاحت ہونے مین کچھ شک نہین **فائدہ** ردیف کو لفظ مین یکسان ہونا چاہیے معنًا متحد ہو یا نہو دس مین بس مین کے ساتھ قسمین استعمال کر سکتے ہین کیونکہ مین ردیف ہے ہر جگہ تلفظاً یکسان ہے اور انکے ساتھ مَین بفتح میم نہین لا سکتے اسیطرح ایک جگہ سیاہ اور دوسری جگہ سے آہ جیساکہ ناسخ مرحوم نے کہا ہے له کر دیے خطنے ترے عارض پر نور سیاہ ؛ ہوگیا مشک کے مانند یہ کافور سیاہ ؛ پاس جو بیٹھ کے پڑھتے تھے غزل وہ گئے دن ؛ اب تو ناسخ کبھی کرآتے ہین ہم دور سے آہ - میرے نزدیک عیب سے خالی نہین کیونکہ سیاہ بفتح یا ہے اور دور سے آہ مین یے تقطیع سے گرجاتی ہے اور سیاہ ہوجاتا ہے پس دونون لفظ تلفظاً یکسان نہین رہتے **فائدہ** حرف مکتوبی کا قافیہ اوس غیر مکتوبی کے ساتھ جو تلفظ مین ہو درست نہین ملے عاشق کا قافیہ دلِ عاشق سنوارے وطن کا قافیہ بہار وطن جائز نہین شعرانے اس قسم کے تقفیہ سے بہت احتیاط کی ہے مگر نہایت تعجب ہے کہ بعض الفاظ مین کچھ ایسا دہوکا کھاگئے کہ تقفیہ مذکورہ استعمال کر نیکو کر گئے مگر خبر تک نہوئی کہ کیا کر گئے آجتک لوگ اس قسم کے قوافی استعمال کرتے ہین اور جانتے ہین کہ ہمارا کلام تقفیہ مکتوبی وغیر مکتوبی سے پاک ہے مثال کے لئے ایک شعر لکہا جاتا ہے - ناسخ ٢ آسمان کی کیا ہے طاقت جو چھُڑائے لکھنؤ ؛ لکھنؤ مجھپر فدا ہے مین فدائے لکھنؤ - ظاہر ہے کہ چھڑائے مین الف کے بعد ہمزہ اور ہمزہ کے بعد یے ہی - اور فدائے مین الف کے بعد

له اور ناسخ مرحوم نے اسوجہ سے اسکا قافیہ باندہا ہے کہ جس لفظ کے شروع مین الف ہو اوسکے ساتھ لفظ ساکن الآخر کو متحرک کر کے اور اوس الف کو گرا کر ملا سکتے ہین جیسے کر آہ بروزن مفعول کو کرآہ بروزن فعول پڑھ سکتے ہین پس سے آہ مین بہی یاے ساکنہ کو متحرک کر کے الف کے ساتھ وصل کر سکتے ہین ایسی حالت مین اسکا لہجہ سیاہ کی طرح ہوجاتا ہے مگر یہ تکلف سے خالی نہین جو شخص بلا تکلف بولے گا وہ سے آہ باسقاط یا کہے گا اور کر آہ مین کچھ تکلف نہین دوسرے سے آہ کی یے کو متحرک کرنا اور الف کے ساتھ ملاکے سیاہ پڑھنا فصاحت کے بھی خلاف ہو کما لایخفی علے من لہ ذوق سلیم و فہم مستقیم ۱۲ ایضاح ٢ مگر نون اصلی کے ساتھ نون تنوین قافیہ مین بعض جگہ آگیا ہے رشک سے یار من کے بگڑجاتا ہے ؛ کام بن بن کے بگڑجاتا ہے ؛ یہ تو ڈر ہے کہ برسون نکا کیلی اوبنکے بگڑجاتا ہے - استادی حضرت تسلیم لکھنوی سے قید اپنا وہ آپ پر فن تہا ؛ حلقۂ زلف طوق گردن تہا ؛ عذر مانع نہ تہا کوئی تسلیم ؛ ترک شعر و سخن یہ قصداً تہا ؛ مطلب یہ ہی کہ اگرچہ اس قسم کا تقفیہ بہی فی الجملہ معیوب ہے مگر شعرا نے استعمال کیا ہی مگر اس تنوین کے سوا کوئی اور لفظ جو مکتوبی ہو قافیہ لفظ مکتوبی واقع نہین ہوا اور اگر شعرا سے پوچھا جاے کہ سنوارے چمن کا قافیہ بہار چمن وامثال ذلک درست ہے یا نہین تو بالاتفاق یہی کہین گے کہ ہر گز درست نہین فافہم ۱۲ ایضاح

صرف ایک یے ہی جسکو بوجہ اضافت کسرہ ہی اور کسرہ کی وجہ سے وہ یے لہجہ مین ہمزہ سے بدل گئی ہی اور اوس کسرے کا اشباع کیا گیا ہی جس سے دوسری یے صرف تلفظ مین پیدا ہو گئی ہی اوسکو کتابت سے کچھ علاقہ نہین پس جسطرح سنواری چمن سارے چمن کا قافیہ بہار چمن درست نہین اوسیطرح بجز اے لکھنو کا قافیہ فدائے لکھنو از روی انتظام شاعری درست نہین ہو سکتا **فائدہ** متلاشی بمعنی تلاش کنندہ مرغن بمعنی روغن دار یا اس قسم کے دوسرے الفاظ جنکا مادہ عربی نہین مگر اونکا اشتقاق بطور عربی ہوا ہی اور عام طور پر بولے جاتے ہین اونکا استعمال میرے نزدیک کچھ مضائقہ نہین **فائدہ** ہندی لفظ کی اضافت یا کوئی اور ترکیب بطور فارسی جیسے تلوار زید قطرۂ آنسو ہرگز درست نہین اسکو یون کہنا چاہیے زید کی تلوار آنسو کا قطرہ اسیطرح مہند یعنی وہ لفظ جو عربی یا فارسی ہو اور اوسمین ہند والون نے لفظاً یا معنیً تصرف کیا ہو اوسکو بھی فصحا ترکیب فارسی جائز نہین رکھتے مگر یہ قاعدہ اونہین الفاظ مین ہی جنکی فارسیت مشہور ہو اگر فارسی ہی نہو یا ہو مگر مشہور نہو تو اوسکو مفرس قرار دیکر ترکیب فارسی استعمال کرتے ہین اساتذہ کے کلام مین جا بجا ایسی ترکیبین پائی جاتی ہین۔ تاریخ ؎ ہاتف بگفت مصرع سال بنای آن نواب امام باڑہ سلطان خاص و عام ؛ امام باڑے کا ہندی لفظ ہونا ڑای ہندی کیوجہ سے ظاہر ہے پھر بھی ترکیب فارسی مستعمل ہوا آتش ؎ کسکی محرم آب روان وہ یاد آئی ؛ حباب کے جو برابر کبھی حباب آیا ؛ محرم جن معنون مین یہان مستعمل ہوا ہی مہند ہے اور ترکیب فارسی موجود **فائدہ** جو شخص مر گیا ہی اوسکے نام کے ساتھ لفظ صاحب معیوب سمجھا جاتا ہی لقب کے ساتھ کچھ مضائقہ نہین جیسے شیخ صاحب یعنی ناسخ مرحوم خواجہ صاحب یعنے آتش مغفور **فائدہ** ہمزے کو اکثر لوگون نے بے عدد لکھا ہے

---

[۱] یعنی اس شعر کو بعض شعرای حال کیخدمت مین پیش کیا بعضون نے تو صاف قرار دیا کہ بیشک شبہہ بہت صحیح ہی اور بعضون نے یہ جواب دیا کہ فدای مکسور الآخر نہین بلکہ ساکن الآخر ہے وزن کی رعایت سے یے کے پہلے ہمزہ بڑھا دیا ہی مین کہتا ہون اولاً کسرہ اضافت کیا ہی ثانیاً ہمزہ کی یہ وجہ قابل قبول نہین بلکہ بات یہ ہی کہ جو یے مکسور ہوتی ہی اوسکو لہجہ مین ہمزہ سے بدل دیتے ہین جیسے فرمایش آرایش وغیرہ پس فدای کی یے کو بوجہ اضافت کسرہ دیا یای مکسور ہمزہ سے بدل گئی اور اشباع کیوجہ سے لفظ مین ایک دوسری یای ساکنہ پیدا ہو گئی ہے اور بعضون نے یہ کہا کہ جو یای ساکنہ بوجہ اشباع پیدا ہوئی ہی وہ بھی حرف روی ہی مین کہتا ہون کہ اولاً وہ یا جو اشباع کسرۂ اضافت سے پیدا ہوتی ہی اوسکو لکھتے نہین ثانیاً مورخین نے الگ ہی یے کے عدد لیے ہین اور بعضون نے یہ جواب دیا کہ فدای کیطرح چٹای بھی مکسور الآخر ہے اسمین بھی الف کے بعد صرف ایک یے ہی جسکو کسرہ ہے اور اوس کسرہ کا اشباع کیا گیا ہی دفیہ ما فیہ ۱۲ ایضاح

اور مین بہی پہلے اونہین کا ہمخیال تھا مگر تحقیق و تتبع سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر مستقل طور پر
ہو یعنی کسی حرف پر ۱؎ نہو جیسے عطاء، اللہ ضیاء اللہ تو اوسکا ایک عدد ۲؎ لینا چاہیے **فائدہ**
جو تے ۳؎ دراز لکھی جائے جیسے رحمت وغیرہ اوسکے چار سیکڑے لینا چاہئین اور جو تے
گول یا شکستہ لکھی جائے جیسے زبدۃ العلما ہدیۃ الشعرا تو اوسکے پانچ ہی عدد لینا چاہئین **فائدہ**
آئے جائے بروزن فعلن کا املا دو طرح مروج ہے ایک یہ کہ جسطرح آؤ جاؤ مین واو پر ہمزہ
لکھتے ہین اوسیطرح آئے وغیرہ مین صرف ایک یے لکھکر اوسکے اوپر ہمزہ لکھہ دیتے ہین
ایسی حالت مین صرف ایک یے کے عدد لینا چاہیے مورخین ہند نے جا بجا ایسے الفاظ
مین ایک ہی یے کے عدد لیے ہین اور دوسری صورت یہ ہے کہ دو یائین لکھکر پہلی
یے پر ہمزہ لکھدیتے ہین فی الحال اکثر اسکا املا دو یاؤن سے دیکھا جاتا ہے ایسی حالت مین
دو یاؤن کے بینہ ۴؎ عدد لینا چاہیے کیونکہ تاریخ کی بنا کتابت ۵؎ پر ہے - **تمام شد**

۱؎ کسی حرف کے اوپر ہونے کی مثال آؤ یاؤ وغیرہ ہے کہ واو پر ہمزہ لکھا جاتا ہے ۱۲ ایضاح ۲؎ ہمزے کے
عدد کی بحث مؤلف نے تذکرۂ یادگار وطن مین نہایت بسط کے ساتھ لکھی ہے فمن شاء التحقیق فلیرجع الیہا ۱۲ ایضاح
۳؎ تاے مدورہ و طویلہ کی بحث اگرچہ ازاحۃ الاغلاط وغیرہ مین بہی مؤلف نے لکھی ہے مگر تذکرۂ یادگار وطن
مین اس بحث کو ایسے محققانہ طور پر مع مالہ و ما علیہ لکھا ہے جو قابل دید ہے فمن شاء التحقیق فلیرجع الیہا ۱۲ ایضاح
۴؎ عجب نہین کہ کسی کو شبہہ پیدا ہو کہ جب جائے آئے مین ایک یے لکھنا اور اوسپر ہمزہ بڑہانا جائز ہوا
تو پہر اسکا قافیہ فدائے کیونکر نادرست ہونے لگا اسمین بہی تو ایک ہی یے ہے جسپر ہمزہ ہے جب آئے
اور فدائے کی کتابت اور تلفظ یکسان ہے تو انکا تقفیہ بہی ضرور درست ہوگا اب مین کہتا ہون کہ غالبا
لوگون کو یہی دہوکا ہوا کہ ایسے قوافی استعمال کیے مگر بات یہ ہے کہ آئے جائے مین الف کے بعد ہمزہ ہے اور
ہمزے کے بعد یاے ساکنہ ہے اور فدائے مین الف کے بعد صرف ایک حرف یے ہے جو لہجے مین ہمزے سے
بدلگئی ہے وہان یے مکتوبی خارج ہے اور یہان داخل کتابت مین یہان خروج کا نام نہین ۱۲ ایضاح ۵؎ یہ
قاعدہ مسلمات سے ہے کہ تاریخ کی بنا کتابت پر ہے جو حرف مکتوبی ہوگا گو وہ پڑہا نجائے جیسے خود و خوش کے واو اوسکے
عدد محسوب ہونگے اور جو حرف کتابت مین نہوگا گو ملفوظ ہو جیسے خرم اور ذرہ کی ایک رے اوسکے اعداد لیے نجائینگے - اس
قاعدے پر یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ موسیٰ عیسیٰ پر الف بہی لکھا جاتا ہے اس قاعدے سے لازم آتا ہے کہ الف اور یے دونو کے عدد
لیے جائین حالانکہ الف محسوب نہین ہوتا جواب یہ ہے کہ مکتوبی سے وہ حرف مکتوبی مراد ہے جو مستقل ہو کسی حرف کے اوپر یا نیچے نہو
چونکہ الف عیسیٰ وغیرہ مین یے پر لکھا جاتا ہے محسوب نہین ہوتا اور یہی وجہ ہے الف ممدودہ کا پہلا الف جو بخط خفی لکھا جاتا ہے
یا نون قطنی جو نیچے لکھا جاتا ہے اوسکے اعداد محسوب نہین ہوتے ۱۲ ایضاح شرح اصلاح

قطعات تاریخ

جناب منشی اشرف علی صاحب اشرفؔ لکھنوی

تحقیق دلی شوق یکتای عصر ۔۔۔ چو تالیف فرمود نادر نکات
پئے سال آن فکر اشرف نمود ۔۔۔ خرد گفت تحقیق عالی صفات

جناب مولوی محمد عبد الحمید صاحب ارشادؔ غازیپوری

و نہال بوستانِ علم شوق ۔۔۔ فکر او را دائما توفیق باد
کرد تصنیف این کتاب بے نظیر ۔۔۔ دلکشش بر صاحب تحقیق باد
سال آن گل کرد ارشاد از دلم ۔۔۔ آب رنگ گلشن تدقیق باد

جناب حافظ مولوی محمد عبد الرحمن صاحب بقاؔ غازیپوری

جنذا این نامہ معجز بیان ۔۔۔ مردگان جہل را باد مسیح
تو کریز کلک گوہر سلک شوق ۔۔۔ از مضامینش عیان حق صریح
سال تالیفش رقم کردن بقا ۔۔۔ مایۂ فرہنگ گفتار فصیح

جناب اوستادی منشی امیر اللہ صاحب تسلیمؔ لکھنوی

چون شوق نہال چمنستان دانش ۔۔۔ بنوشت کتابی کہ بود گلشن تنقیح
تسلیم پئے سال رقم طوطی طبعم ۔۔۔ شد زمزمہ پرداز کہ آئینۂ توضیح

جناب منشی منگیرن سنگہ صاحب جوہرؔ غازیپوری

چون قلم زد این کتاب لاجواب ۔۔۔ شوق ماہ علم و خورشید بیان
فکر جوہر بہر سال ہجریش ۔۔۔ گفت بہر صبح فیض جاودان

جناب مولانا محمد سعید صاحب حسرتؔ عظیم آبادی

کرد تالیف ظہیر احسن شوق ۔۔۔ نو کتابی چو درین کہنہ رباط
در بیانِ ہمہ اغلاط عوام ۔۔۔ نیست تفریط درو نے افراط
قصد طبع اہل مطابع کردند ۔۔۔ از پے نفع خلائق بنشاط
حسرت خستہ چو تاریخش جست ۔۔۔ گفت دل قطع کل الاغلاط

جناب مولوی محمد عبد الحلیم صاحب حلیمؔ قادرآبادی

مرتب کرد چون شوق این رسالہ ۔۔۔ کہ باشد کوکب برج افادت
سپہر علم را خورشید روشن ۔۔۔ مہ تابندۂ اوج افاضت
حلیم از بہر سال اختتامش ۔۔۔ نوشتم خندۂ صبح لیاقت

جناب منشی سالگرام صاحب سالکؔ گرداری

تالیف نمود این رسالہ ۔۔۔ چون حضرت شوق گنج فیض
سالک پئے سال اختتامش ۔۔۔ ہاتف گفتا مرقع فیض

جناب اوستادی مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشادؔ لکھنوی

چون شوق یگانہ کرد تالیف ۔۔۔ این نامۂ بوستان تحقیق
گفتم شمشاد سال تاریخ ۔۔۔ جان تنقیح و جان تحقیق

جناب مولوی محمد ضمیر الحق صاحب ضمیرؔ آروی

چو این نامہ را شوق تالیف کرد ۔۔۔ ز حسن تحقیق آمد پدید
ضمیر از پئے سال تاریخ گفت ۔۔۔ کلام خجستہ نہال امید

جناب اخی منشی محمد ظہور احسن صاحب ظہورؔ نیموی

بارک اللہ ظہیر احسن من ۔۔۔ گام خود در رہ تحقیق نہاد
کرد تالیف کتاب نایاب ۔۔۔ ساخت تصحیح غلط با سناد
نیک بنگر کہ بروے عالم ۔۔۔ باب توضیح و افادت بکشاد
کرد تاریخ رقم کلک ظہور ۔۔۔ نسخۂ شوق ہمایون بنیاد

مولوی محمد فرید احسن فردؔ برادر مؤلف

جناب شوق چون این نامۂ مہجور ۔۔۔ ز نوع دہر کردہ رفع اغلاط
چو کردم فرد فکر سال تالیف ۔۔۔ دلم گفتا نمودہ دفع اغلاط

عالیجناب شیخ احمد حسین خان صاحب بہادر مذاقؔ تعلقہ دار پریانوان ضلع پرتاب گڈھ دام اقبالہ

بارک اللہ این کتاب بے نظیر ۔۔۔ کرد چون تالیف شوق نکتہ دان
سال تاریخش رقم کردم مذاق ۔۔۔ جامع تحقیق اسرار نہان

جناب منشی محمد شفیع صاحب موجؔ وکیل غازیپور

کرد چون این نامہ تالیف شوق ۔۔۔ نکتہ سنج و صاحب طبع روان
موج بہر سال انجامش سروش ۔۔۔ گفت بحر علم فیاض جہان

جناب سید ذاکر حسین صاحب ہنرؔ غازیپوری

بنوشت چو شوق نکتہ پرور ۔۔۔ این نامہ مخزن افادت
تاریخ ہنر سروش غیبی ۔۔۔ فرمود کہ زبدۂ افاضت

تمت

غلط نامہ اصلاح وایضاح

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۳	جنتا ہے	بنتا ہے	۱۹	۱۲	ترک	ترکِ
"	۱۷	وہین	دامن	"	۱۳	الفاظِ	الفاظ
۳	۲۱	الموافق	الموفق	"	۲۱	گر	گراتے
۵	۲۵	کس طرح	کس طرح ہم دکھائیں داغ جگر	۲۰	۲	نغمہ	تغمہ
۶	۱۵	کا کما حقہ	کما حقہ	"	۱۵	بغیر	بغیرِ
۷	۲۰	ہوجاویں	ہوجائیں	۲۱	۸	بجائے	بجائے
"	۲۵	کی جاوے	کی جائے	۲۹	۱۷	گُراہ	گَراہ
۱۲	۸	کرتے	کرتے	۳۰	۹	ہو	نہو
"	"	اسُ کے	اب اُس کے	"	"	لفظ	لفظ
۱۵	۲۵	کلام بھی	کلام میں بھی	۳۱	۱۸	دہوکا	دہوکا ہوا